تثلیث فی التوحید

از

محقق مسیحیت محمد اسلم رانا گولڈ میڈلسٹ

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

نام کتاب : ـــــــــ تثلیث فی التوحید

مصنف: ـــــــــ محمد اسلم رانا گولڈ میڈلسٹ

ناشر : ـــــــــ اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

مطبع : ـــــــــ

کتابت : ـــــــــ نذیر احمد فون نمبر ۴۰۷۰۹ ۳

باراوّل : ـــــــــ نومبر ۱۹۹۲ء

قیمت : ـــــــــ ۱۰ر روپے

ڈاک خرچ ۲ر روپے

فہرست عنوانات

تثلیث کا عدیم المثال مطالعہ

دنیا میں راسخ الاعتقاد مسیحیت کا واحد علمبردار ماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ بابت اگست ۱۹۹۲ء رقمطراز ہے:

" پادری عبدالحق صاحب مرحوم کی مشہور کتاب
اثبات التثلیث فی التوحید
نئے انداز سے شائع کی جارہی ہے"

کہتے ہیں پادری عبدالحق موضع اکال گڑھ، گوجرانوالہ کے باسی تھے۔ ۱۹ برس کی عمر میں اسلام چھوڑ کر مسیحی بن گئے تھے۔ پادری سی۔جی فانڈر کی مشہور کتاب "میزان الحق" نے اس ضمن میں مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ چند برس پیشتر چندی گڑھ بھارت میں "مسیح میں سو گئے"۔

پادری عبدالحق ۶۲-۱۹۶۱ء میں دو برس متواتر پاکستان تشریف لاتے رہے۔ میری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ رات کے وقت ہولی ٹرنٹی چرچ نیلا گنبد میں متعارف ہوئے تھے۔ ان دنوں میرا مطالعہ مسیحیت نہایت معمولی تھا، جبکہ پادری صاحب کے ہمعصر مسلم و غیر مسلم مناظرین وفات پا چکے تھے، تاہم پادری صاحب مجھ سے خائف تھے۔

میں نے عرض کی آپ ایک اُستاد ہیں اور میں بائیل کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں، آپ سے کچھ سوالات سمجھنا چاہتا ہوں۔ پادری صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے۔ آپ مسلمانوں کی کسی جماعت سے نمائندگی کی سند لے آئیں۔ میں نے حیرت بھرے لہجہ میں آہ بھری کہ اتنی سی بات کے لئے اتنے بڑے جھنجھٹ میں اُلجھنے کی ضرورت کیا ہے؟ میں آپ کا مدِ مقابل نہیں ہوں، میں نے آپ سے کوئی مناظرہ تھوڑا ہی کرنا ہے! پر پادری صاحب نہ مانے۔ افسوس کہ مسیحی مناظر سے کسی بھی مسئلہ پر باقاعدہ گفتگو نہ ہو سکی۔ کہنے لگے مجھے سمجھا دو کہ از روئے فلسفہ کفارہ غلط ہے۔ مَیں نے عرض کیا، قرآن مجید و بائبل کا کوئی مسئلہ سمجھنے کے لئے فلسفہ سے مدد لینی روا ہے، لیکن ہمیں فلسفہ کو کسی مذہبی عقیدہ کی بنیاد نہیں بنانا چاہیئے۔ ان ملاقاتوں کی رُودادیں ہفت روزہ "الاعتصام" میں چھپا کرتی تھیں۔

پادری صاحب چرب زبانی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ مسیحی اجتماعات میں فلسفہ دانی کی بڑی شیخیاں بگھارتے۔ "مسیحیت نے یونانیت کو فتح کر لیا"۔ "بائیل نے یونان کو یہ فلسفہ دیا۔" "بائیل نے دنیا کو وہ فلسفہ دیا"۔ ... اس کے دو پہلو ہیں نیگٹو اور پازیٹو۔ نیگٹو نیگٹو ہی نیگٹو اور پازیٹو بھی نیگٹو ہی نیگٹو" ... ہائے خدایا کچھ نہ سمجھے کوئی!

پادری صاحب کے جملہ سامعین کی طرح مَیں بھی کچھ نہ سمجھتا۔ نشکیث معلوم موصوف کیا کچھ فرمایا کرتے تھے۔ بس ان کا طرزِ تکلم، جوش و خروش اور حرکات و سکنات محفوظ کن تھیں۔

پادری صاحب کی فلسفہ دانی کی قلعی اس وقت کھلی جب "الوہیتِ مسیح" پر ربوہ کے ابوالعطاء جالندھری کے ساتھ تحریری مناظرہ کے دوران فلسفہ کی مندرجہ ذیل اصطلاحات لکھنے میں پادری صاحب کی علمی غلطیاں سامنے آئیں۔

(۱) بکلی علی الرغم (۲) تسمیۃ الشئ باسم مظروف (۳) تسمیۃ الشئ باسم سبب (۴) خدائے حی القیوم (۵) بے اصولانہ پرچہ مزید برآں آپ نے مجاراۃ کو مجارات لکھا تھا۔

اندریں حالات مسیحی عوام و علم دوست احباب کی خدمت میں مشورۃً درخواست ہے کہ وہ پادری صاحب کے "بیش بہا خزانہ" کی اشاعت کے انتظار کے چکروں میں نہ پڑیں اور اپنی تمام تر توانائیاں ہمارے مقالہ کے مطالعہ اور اس کے مندرجات کی چھان بین میں ہی صرف کریں۔

بفضلہ تعالیٰ آج وہ دور ہے کہ مسیحی دنیا اس حقیر پُرتقصیر کے مطالعہ بائبل و تاریخ کلیسیا و مسیحی ادب کا لوہا مانتی ہے۔ پادری صاحب کی ڈینگوں کی حقیقت مجھ پر ایسے ہی عیاں ہے جیسے کہ میرے ہاتھوں کی لکیریں! میرے فنِ تقریر کا عالم یہ ہے

کہ میں اپنی تقریر کو مجسم صورت میں پیش کرنے میں مشہور ہوں۔ مقررین سٹیج پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہیں جبکہ میں نے سٹیج کو سر پر اٹھا رکھا ہوتا ہے۔ مجھے شعلہ افشانی کرتے ہوئے دیکھ دیکھ کر یورپی اور امریکی یونیورسٹیوں کے فضلاء و ڈاکٹر صاحبان اور تقابل ادیان کے گھاگ پروفیسر حضرات انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ فللہ الحمد علیٰ ذٰلک۔

بفضلہٖ تعالیٰ آج میرا نام سنتے ہی عیسائیت کے بڑے بڑے ستون لرزنے لگتے ہیں میرے مقابلہ میں نکلنے کے تصور سے ہی ان کا پتہ پانی ہو جاتا ہے، میرے ساتھ گفتگو کا خیال ہی انکی زبانیں گنگ کرنے کے لئے کافی ہے۔

فی زمانہ پادری عبدالحق کے چیلے چانٹے اور مرید ان کی قبر پر مجاور بنے بیٹھے ہیں۔ جن میں خود کچھ کر سکنے کی ہمت تو نہیں ہے البتہ آنجہانی کی قبر پوجنے میں بڑے مستعد ہیں۔ مسیحی پرچوں میں ان کی تحریریں اقتباس کرنے اور کتابیں چھاپنے کے بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں۔

آج ہم تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کے انسانی، وضعی، بناوٹی، بُت پرستانہ، موضوع اور مصنوع مسیحی عقیدہ کا وہ مطالعہ پیش کرتے ہیں جس سے حق لینڈوں کو حق تک پہنچنے، اور اپنی منزل پالینے میں آسانی رہے گی۔ واللہ الموفق تبارک و تعالیٰ

ہماری کوشش ہوگی کہ انتہائی آسان، عام فہم، مختصر اور سادہ الفاظ میں تثلیث کا جامع مطالعہ کر سکیں۔ تفصیلات کے لئے شائقین محولہ کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔

مسیحی کتبِ مقدسہ کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں۔ اس کا پہلا حصہ یہودیوں اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے ہاں ۳۹، اور رومن کیتھولک عیسائیوں کے نزدیک ۴۵ کتابوں پر مشتمل ہے۔ ان کتابوں کو یہودی علماء کی ایک کونسل نے اپنی قومی روایات کی حفاظت کے لئے فلسطین میں جمنیا کے مقام پر سنہ ۱۰۰ء میں کتبِ مقدسہ قرار دیا تھا۔ (صحت کتبِ مقدسہ از پادری برکت اللہ مطبوعہ سنہ ۱۹۵۲ء صفحہ ۵۴)

دوسرا حصہ مسیحیوں کی خاص مقدس کتابیں ہیں، یہودی انہیں نہیں مانتے۔ ان کی تعداد بالاتفاق ۲۷ ہے۔ انہیں مختلف مقامات اور اوقات میں مسیحی علماء کی کونسلوں، کمیٹیوں اور مجلسوں نے مقدس، الہامی، مستند اور خدا کا کلام قرار دیا تھا۔ دونوں مجموعوں بالخصوص مسیحی کتابوں میں سے بعض کی الہامی حیثیت آج تک مشکوک و متنازعہ ہے۔ (مسیحی مسائل پادری ولیم میکین ص ۱۷)

تثلیث کا پس منظر

مسیح علیہ السلام موحد تھے اور یہودیوں کے لئے برپا ہوئے

تھے۔ بقول مشہور امریکی محقق پروفیسر جارج پارک فشر ڈی ڈی ایل ایل ڈی "مسیح کی ذاتی کوششیں تو "اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں" تک ہی محدود رہیں۔"

(HISTORY OF THE CHRISTIAN CHURCH BY PROF. GEORGE PARK FISHER: 1888, P. 23)

یہودیوں نے من حیث القوم مسیحؑ کو رد کیا۔ اور بزعم خود حضرتؑ کو صلیب پر لٹکوا کر ہی دم لیا۔ مسیحؑ کے اصل پیروکار، تھوڑے سے یہودی تو پس منظر میں چلے گئے تھے اور ایک یہودی پولوس، نے مسیح کے نام پر غیر یہودیوں میں یونانی بت پرستانہ عقائد و عبادات اور رسومات رائج کر دیں۔ بت پرست اقوام مسیح کو بھی اپنے دیوتاؤں کا سا ایک دیوتا سمجھ کر اسے پوجنے لگیں۔ اور ان کی بت پرستی، مسیح کے مذہب، مسیحیت کے نام پر رائج ہو گئی۔ مختصر یہ کہ بیچ میں لکھا ہے۔ "رومی مسیح کو خدا سمجھ کر پوجتے تھے

(LESSONS IN THE HISTORY OF INDIA BY MACMILLAN AND CO. 1913, P. 10)

انسائیکلوپیڈیا رقمطراز ہے:

"مسیحیت ایک نئی دنیا میں پہنچی جہاں یونانی نظریات چھائے ہوئے تھے۔ ناگزیر طور پر مسیحی تعلیم نے نئی شکل اختیار کی۔ درحقیقت بالکل تبدیل ہو گئی۔ جب چوتھی صدی میں سلطنت

روما نے مسیحیت اختیار کرلی تو بڑی جدوجہد سے دنیا میں مسیح کی بادشاہت (جس کا چاروں انجیلوں میں بار بار تذکرہ ہے) قائم کرنے کا نظریہ یکسر غائب ہوگیا۔ بس ناقابلِ التفات گروہوں کا ایمان رہ گیا۔ بس اس طرح منظر یہودیت سے یونانیت میں تبدیل ہوگیا۔ یہی حال بنیادی مذہبی تصورات کا ہوا"۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مطبوعہ ۱۹۶۰ء جلد ۵ صفحہ ۲۳ کالم ایک)

قصہ کوتاہ "مسیح کی تعلیم اور شخصیت یونانی فلسفہ کے ڈھانچہ میں فِٹ کردی گئیں"۔ (ایضاً صـ ۶۳۵ کالم ۱)

ڈاکٹر پائیر کی تحقیق ہے "یونانی فلسفہ کے ساتھ بائبل کا نمایاں تعلق جس سے مسیحی دینیات کی شکل شدید متاثر ہوئی، سکندریہ میں قائم ہوا تھا"۔ (صـ ۲۲)

"مسیحی بزرگ آٹر نیٹس نے یونانی دینیات مغربی مسیحیوں کو دی"۔ (صـ ۳۳)

چوتھی صدی عیسوی کے وسط میں" اگرچہ عیسائیت قدیم بت پرستیوں کے خلاف مصروفِ جہاد تھی۔ تاہم اس کی سوچ کا کثیر حصہ بت پرست ادب سے تشکیل پا رہا تھا۔ مسیحی فضلا کی نشوونما اور تربیت قدیم یونانی اور لاطینی تصانیف سے ہوئی تھی، ان کا مذاق، فلسفہ، خطابت اور منطق وہاں سے لی گئی تھی"۔ (صـ ۶۳)

(LIVES OF THE LEADERS OF OUR CHURCH UNIVERSAL BY DR. FERDIN AND PIPER: 1879, P.73)

پادری منیلی ڈنکے کی چوٹ لکھ گئے:

"اس میں شک نہیں کہ افلاطونیت نے بہتوں کے لئے مسیحیت کی راہ تیار کی" (ہماری کتب مقدسہ از پادری جی ٹی مینلی ایم اے ترجمہ پروفیسر جے ایس امام الدین و مسز کے ایل ناصر مطبوعہ ۱۹۸۱ء صـ۳۹۲)

لکھا ہے: "فیلو وغیرہ نے اس مذہبی فلسفہ کو ترقی دی جس پر مسیحی دین کی بنیاد سمجھی جاتی ہے" (مشرق کی نابود شدہ تہذیب مطبوعہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور ۱۹۰۷ء صـ۴۷)

خیال رہے کہ فلو پر یونانی فلسفہ کا بہت اثر ہو چکا تھا۔ (ہماری کتاب مقدسہ صـ۳۹۶)

اب آخر میں یونانی پر پادری فانڈر کا فتویٰ پڑھ لیجئے:

"اہل یونان کی حکمت و دانائی کے بارے میں یہ کہنا کافی ہو گا کہ سچی حکمت نہ تھی، کیونکہ یونانی خدائے واحد حی القیوم کا کچھ علم نہ رکھتے تھے"

(میزان الحق صـ۳۱)

اب کیا بنے گا جبکہ مسیحی تثلیث خصوصاً یونانی

فلسفہ ہے۔

صرف تثلیث ہی نہیں، سارے کا سارا مذہب عیسائیت ہی یونانیت ہے۔

جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے مسیحیت میں تثلیث بھی یونانی فلسفہ کا ایک شاہکار ہے۔ بشپ ینگ واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں:

"پاک ثالوث کا مسئلہ کتاب مقدس میں پیش نہیں ہوا۔"
(رسولوں کے نقش قدم پر مصنفہ بشپ ولیم جی ینگ مطبوعہ ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۲۶) پیٹر مے کو تسلیم ہے۔" بیشک یہ سچ ہے کہ تثلیث فی التوحید کے لفظ نئے عہد نامہ میں نہیں ملتے۔" (تثلیث فی التوحید از پیٹر مے ترجمہ وکلف اے سنگھ مطبوعہ ۱۹۸۶ء صفحہ ۳۶)

واضح ہو کہ "چوتھی اور پانچویں صدی مسیحی میں کلیسیائی کونسلوں کا پاس کردہ عقیدۂ تثلیث عہد جدید میں موجود نہیں ہے۔"

(HAR RER'S BIBLE DICTIONARY : 1990,
P.1091 COL.1

بائبل میں مسیح کو ابن آدم اور یسوع بھی لکھا ہے۔
مخصوص مسیحی اصطلاح اقنوم، فرد یا شخص کی ہم معنی ہے۔

کلیسیا سے مراد مسیحی امّت ہے۔

ضرورت

اہلِ نظر خوب جانتے ہیں کہ عیسائیت میں مسیح کی ذات کے مقام کا تعین دو ہزار برس سے حل طلب ہے۔ پادری ہیرس لکھتے ہیں:

"تیسری، چوتھی صدی عیسوی کے فلاسفروں کا یہ خیال تھا کہ خدا انسانوں سے کہیں دُور رہتا ہے۔ اس کی انسانوں کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں ہے اور نہ وہ انسانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پس مسیح اس مشرقی فلسفہ کے لحاظ سے یا کوئی ہیرو ہے یا نبی یا کوئی فرشتہ یا ڈیمی گاڈ (DEMI GOD) لیکن خدا نہیں ہو سکتا۔

یہ ایک سوال تھا جو کلیسیا کے سامنے پیش تھا، جس کا جواب دینا کلیسیا کا فرض تھا کہ آیا مسیح خدا ہے اور اس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے یا کہ وہ باپ سے کمتر ہے یا محض ایک مخلوق ہے۔ جو کہ خالق باپ نے پیدا کیا۔" (تواریخ مسیحی کلیسیا مصنفہ پادری کینن ڈبلیو پی ہیرس بی اے مطبوعہ ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۹۶)

بسپ ینگ کے الفاظ میں "جب مسیح دنیا میں بھیجا گیا تو

اس نے نہ صرف اپنے آپ کو ظاہر کیا بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے آپ کو پوشیدہ بھی رکھا۔ اس کے شاگردوں نے بھی اس کی ذات کو پورے طور پر نہیں پہچانا۔ اور بعض لوگ تھے جن کے لئے وہ سراسر معمہ تھا۔" (ایضاً ص ۱۲۸)

مسیح کی اپنی خواہش بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ معمہ حل نہ ہونے پائے۔ بائبل میں لکھا ہے: "جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا، تو اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں۔ بعض ایلیاہ بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے کہا، مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔ شمعون پطرس نے جواب میں کہا۔ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں مسیح ہوں۔" (انجیل متی پ ۱۶)

عیسائیت کی تقریباً سبھی بحثوں کا مرکز و محور اور اکثر و بیشتر فرقوں کی پیدائش و ابتداء کے اسباب اور غرض و غایت مسیح کی حیثیت کا تعین تھا۔ جس سے آج مسیحیت ۲۵ ہزار فرقوں میں منقسم ہے۔ (THE PLAIN TRUTH APRIL: 1991) قارئین کرام کی معلومات اور دلچسپی کے لئے ہم صرف چند فرقوں اور ان کے عقائد کا اشارۃً بیان کریں گے۔

سبلیت: خدا نے اپنے آپ کو پہلے باپ کی صورت میں پھر بیٹے کی اور پھر روح القدس کی صورت میں ظاہر کیا۔

گیانیت: خدا نے نہیں بلکہ کسی درمیاتی دیوتا نے دنیا کو پیدا کیا۔ جسم برا ہے، لہٰذا جسم کا جی اٹھنا ناممکن ہے۔

عقیدۂ تبنیت: مسیح اپنے بپتسمہ کے وقت خدا کا بیٹا بن گیا۔

اریّت: بیٹا کامل مخلوق ہے، اور باپ کے جوہر سے نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہ مسیح مولود تھا، وہ وجود میں نہ تھا۔

دوقیّت، موہومیّت: مسیح نہ تو مجسم ہوا، اور نہ ہی مصلوب ہوا۔ اس کی انسانیت اور فنا پذیری صرف دھوکہ اور موہوم تھا۔

اپولیناریّت: خدا یسوع مسیح کوئی انسانی عقل اور روح نہیں تھی، بلکہ صرف انسانی جسم اور خدا کا کلمہ۔

نسطوریّت: یسوع اس شخص کا نام ہے جو خدا نے پہن لیا۔ "میں ذاتوں کو جداگانہ سمجھتا ہوں مگر عبادت کو متحد کرتا ہوں۔"

منوفلیسیت وحدت ذات: مسیح کا جوہر اور بنی نوع انسان کا جوہر ایک ہی جوہر نہیں ہے۔ مسیح کے تجسم کے

بعد اس کی صرف ایک ذات ہے۔

مکڈنیت: روح القدس نہ تو خدا ہے اور نہ ہی خداوند، بلکہ مسیح کا خادم ہے۔ اور سب باتوں میں بیٹے کے ماتحت اور فرمانبردار ہے۔

قورلوس از سکندریہ: مسیح میں ہم انسانی صفات الوہیت سے اور الٰہی صفات انسانیت سے منسوب کر سکتے ہیں۔

ایرینیئس: مسیح خداوند بنی نوع انسان کا نمائندہ ہے اور وہ اپنی ذات میں سب کو شامل کرنے کی بدولت سب کو نجات دینے آیا ہے۔

اتھانسیئس: کلام اس لئے مجسم ہوا تاکہ ہم اس کے روح میں شریک ہو کر خدا بن جائیں۔" (رسولوں کے نقشِ قدم پر صفحات ۲۹۰، ۲۹۲)

ایسے میں تثلیث کو مسیح کے مقام کے تعین کی ایک بہترین کوشش قرار دیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر ایمیلی برنر نے بالکل ٹھیک کہا: "تثلیث فی التوحید کی تعلیم اس وقت وجود میں آئی جب لوگوں نے مسیح کی الوہیت (خدائی - خدا ہونا - اسلم) کے بارے میں شک و شبہ کا اظہار کیا کہ وہ مجسم خدا ہے یا خدا سے کم ہے۔ لہٰذا کلیسیا نے تثلیث فی التوحید کو واضح کیا کہ نئے عہد نامہ کے ایمان کو کہ مسیح خدا کا

بیٹا اور کلمۃ اللہ ہے سچا ثابت کر سکیں"
(تثلیث فی التوحید صہ ۸)

تعارف

قاموس الکتاب کا بیان ہے :

"مسیحی ایمان کا مرکزی عقیدہ - یہاں یہ بیان کرنا اشد ضروری ہے کہ مسیحی عقیدہ تثلیث نہیں بلکہ تثلیث فی التوحید ہے۔

لفظ تثلیث کتاب مقدس میں موجود نہیں ۔ اصطلاح تثلیث فی التوحید پہلی مرتبہ دوسری صدی کے آخری عشرہ میں بزرگ طرطلیان نے استعمال کی (یہ محض خوش فہمی ہے ۔ یہ پیچیدہ اصطلاح اور اور اس کی موجودہ تشریح "بہت بعد کی باتیں ہیں۔ اسلم) اور یہ مسئلہ مسیحی علم الٰہی میں چوتھی صدی عیسوی میں بیان کیا گیا ہے تاہم یہ مسیحی مذہب کا بنیادی، امتیازی اور جامع مسئلہ ہے، جس کا صاف اشارہ کلام پاک کے پہلے صفحے سے (پیدائش ۱:۱-۳ = خدا، روح، کلمہ) آخری صفحہ تک (مکاشفہ ۲۲:۳-۱۶ = خدا، برّہ، روح) کئی مرتبہ آتا ہے۔

خدا کا واحد یا ایک ہونا تعداد کے لحاظ سے نہیں، اپنی ذات میں بے نظیر، بے مثل اور لاشریک ہے۔

"تاہم اس ذات، واحدہ میں کثرت ہے اور یہ کثرت اقانیم

باطنیہ کی ہے اور جس طرح ذات واجب نادیدہ ہے اسی طرح یہ کثرت بھی نادیدہ ہے۔ ذات خدا میں یہ کثرت ازلی، ابدی، ناقابل تقسیم اور دائمی ہے۔"

وضاحت

انسائیکلوپیڈیا کے الفاظ میں "مسیحی عقیدۂ تثلیث کو نہایت عمدگی سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے باپ خدا ہے۔ بیٹا خدا ہے۔ روح القدس بھی خدا ہے۔ تسیر بھی وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مطبوعہ ۱۹۶۰ء جلد ۲۲ ص ۴۷۹ کالم ۲)

رومن کا تھولک تعلیم ہے!

"باپ، بیٹا، روح القدس تین شخص (اقانیم) ہیں۔ یسوع کے بپتسمہ کے وقت وہ پہلی دفعہ ظاہر ہوئے۔ باپ نے بیٹے کو دنیا میں بھیجا، بیٹا متجسد (جسم اختیار کیا۔ انسٹم) ہوا۔ اور ہمیں گناہ سے مخلصی بخشی۔ روح القدس کلیسیا پر نازل ہوا اور ہمیں پاک کیا۔ جب بپتسمہ دیا جاتا ہے تو باپ، بیٹا اور روح القدس کے نام سے دیا جاتا ہے۔

یہ تین شخص برحق خدا ہیں۔ باپ کی طرح بیٹا اور روح القدس بے حد قدوس، کامل، ہمہ دان، قادر مطلق اور ازلی و

ابدی ہیں۔ اس لئے باپ اور بیٹے اور روح القدس کی یکساں پرستش اور تعظیم کی جاتی ہے۔

یہ تینوں شخص علیحدہ علیحدہ تین خدا نہیں بلکہ صرف ایک خدا میں تین شخص ہیں۔ ان کی ایک الٰہی ذات علم، زندگی، مرضی اور خوشی ہے۔

خدا میں تین شخصوں کا ہونا "پاک تثلیث" یا "ثالوث پاک" کہلاتا ہے۔

یہ حقیقت کہ واحد خدا میں تین شخص ہیں ہمارے مسیحی ایمان کا بڑا بھید ہے۔ ہم اس بھید کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر ہم پر یہ بھید ظاہر نہ کرتا تو ہم اس سے بالکل ناواقف ہوتے۔ جو کچھ ہم نے حاصل کیا اقدس تثلیث سے حاصل کیا اس لئے ضرور ہے کہ ہر وقت اس کی تعریف کریں اور ہر نعمت کے لئے اس کا شکر ادا کریں۔ ہم خدا باپ کا شکر ادا کریں کیونکہ اس نے ہمیں پاک کیا۔" (کاتھولک کلیسیا کی مسیحی تعلیم مطبوعہ ۱۹۸۱ء صفحات ۶۵، ۶۶)

علامہ پال ارنسٹ لکھتے ہیں:

"خدا کی ذات ایک ہے مگر اس میں شخص تین ہیں۔ الٰہی ذات سے تین شخص کام لیتے ہیں۔ تین شخص الوہیت ہونے کے طور ہیں۔ ایک طرح سے الوہیت ہستی ہے۔ دوسری طرح سے

الوہیت علم ہے اور تیسری طرح سے الوہیت محبت ہے۔ یہ تین اقانیم الوہیت ہیں یا یہ کہ خدا کی عین ماہیت ہیں۔ ہر اقنوم الوہیت کی ماہیت کے عین مطابق ہے۔ یعنی عین ماہیت ہے۔ مجھ میں شخص ہے، تجھ میں جس چیز کو تو کہتے ہیں۔ وہ شخص ہے، اور اس میں جس کو وہ کہتے ہیں وہ شخص ہے۔ پس میں، تو اور وہ شخص ہوتے ہیں۔ خدا باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ میں اور تو باپ اور بیٹا ہیں اور وہ ہم دونوں کا روح ہے، پس خدا میں تین شخص ہیں، میں، تو اور وہ۔ میں، تو اور وہ کو باپ، بیٹا اور روح القدس کہتے ہیں، یہ انجیلی اصلاحات ہیں۔

بندہ پوچھے خدا کو "میں، تو اور وہ" کا پابند سمجھنا کس کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ یہ تیاسی گھوڑے ہیں بت پرستوں کے!

"جو کچھ میرے پاس ہے وہی دے سکتا ہوں۔ جو میرے پاس نہیں ہے وہ نہیں دے سکتا۔ دنیا میں رونق پائی جاتی ہے۔ یہ رونق دینے والا دنیا کا خالق ہے یعنی دنیا میں رونق خدا نے پیدا کی ہوئی ہے اور دنیا کو رونق خدا نے دی ہوئی ہے۔ اگر خدا میں رونق نہیں تو اس نے دنیا کو رونق کہاں سے دی؟ دنیا میں رونق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا میں بھی رونق ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس میں باپ بیٹے

اور روح القدس کی رونق ہے۔ دنیا میں کثرت پائی جاتی ہے اگر خدا میں کثرت نہیں تو اس نے کائنات کو کثرت کیسے بخشی۔ پس ظاہر ہے کہ خدا میں کثرت موجود ہے اور وہ کثرت صفات اور اقانیم کی ہے۔ خدا ذات اور وجود کے لحاظ سے واحد ہے لیکن صفات اور اقانیم کے لحاظ سے کثیر ہے۔ پس توحید محضہ کوئی بات نہیں۔ خدا میں وحدت بھی ہے اور کثرت بھی۔ وحدت ذاتی ہے اور کثرت صفاتی اور اقانیمی۔ خدا کی وحدت اور کثرت حساب کی نہیں، یعنی وہ نہیں جو علم حساب میں ہے بلکہ لامحدودیت کی ہے اور الٰہی ہے۔

(نوٹ: احباب خط کشیدہ الفاظ کا تضاد نوٹ فرمائیں!)

اگر خدا کی توحید توحید محضہ ہو تو پھر محض خدا ہی کا وجود ہو سکتا ہے اور کوئی وجود نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا میں صرف ایک ہی شخص ہو تو وہ تنہا خدا ہو گا یعنی وہ (SOLITARY GOD) ہو گا۔ تنہا ہونا اس کا ذاتی خاصہ ہو گا۔ پس توحید محضہ والا خدا محض آپ ہی ہو سکتا ہے لیکن کائنات موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا توحید محضہ والا اور تنہا خدا نہیں۔ بلکہ واحد خدا ہے، جس میں تثلیث ہے"۔ (حقیقت المسیح مصنفہ علامہ پال ارنسٹ صفحات ۱۵۷، ۱۵۸)

لوئیس برک ہاف کا بیان حسب ذیل ہے:

"خدا اپنی اصلی ذات میں واحد ہے مگر اس اصلی ذات کے
تین اقانیم ہیں جو باپ، بیٹا اور روح القدس کہلاتے ہیں
یہ تینوں اقانیم انسانی شخصوں کی طرح تین مختلف اور علیحدہ
شخصیتیں نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی اصلی ذات ایک ہی ہے۔
اس کے برعکس تین شکلیں یا صورتیں ہیں جن میں الٰہی ذات
موجود ہے یا وجود رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ یہ تینوں اقانیم ایسے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے
شخصی تعلقات رکھتے ہیں۔ باپ بیٹے سے باتیں کرتا ہے،
اور روح القدس کو بھیجتا ہے۔ تثلیث کا اصل بھید اس
بات میں پایا جاتا ہے کہ یہ تین اقانیم اپنی اصلی ذات کے
لحاظ سے ایک ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ الٰہی ذات
ان تینوں اقانیم میں تقسیم ہو گئی ہے۔ ذات الٰہی اپنی سب
کاملیتوں کے ساتھ ہر ایک اقنوم میں موجود ہے اور ان
اقانیم کے علاوہ یا ان سے علیحدہ اس کا کوئی وجود نہیں۔
اس کے علاوہ اپنی اصلی ذات میں یہ اقانیم ایک دوسرے
کے ماتحت نہیں۔ تاہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ باپ پہلا ہے، بیٹا
دوسرا ہے اور روح القدس تیسرا ہے اور یہ ترتیب تخلیق
کے کام میں اور مخلصی کے کام میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ
تین اقانیم چند خاصیتوں سے موصوف ہیں۔ یعنی باپ بیٹے کو

ازلی طور پر تولید کرتا ہے۔ بیٹا باپ سے مولود ہے اور روح القدس باپ اور بیٹے دونوں سے صادر ہوتا ہے۔ یہ تعلیم ہمارے ایمان کے سب سے بڑے بھیدوں میں سے ایک ہے اس لئے ہمارے انسانی تصورات سے بعید ہے" (مسیحی علم الٰہی کی تعلیم مصنفہ پادری لوئیس برک ہاف، ترجمہ پروفیسر جے۔ ڈی براؤن مطبوعہ ۱۹۸۲ء صفحہ ۱۲۸)

پادری گیرڈنر نے لکھا:

"اس کی وحدت تین اقانیم پر منحصر ہے جن میں سے کوئی بھی جداگانہ زندہ نہیں رہ سکتا، بلکہ ہر ایک دوسرے میں اور دوسرے کے ساتھ زندہ رہتا ہے" (خدا کی جہات ثلاثہ مصنفہ پادری ڈبلیو ایچ گیرڈنر مطبوعہ ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۶)

مریمؑ اور تثلیث

"حضرت مریمؑ سے جو شخص پیدا ہوا وہ کامل خدا اور کامل انسان تھا؛ اس لئے حضرت مریم خدا اور انسان کی ماں تھی۔ اس کے خدا کی ماں ہونے سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح اس کی انسانیت حضرت مریم میں شروع ہوئی تھی۔ اسی طرح اسکی الوہیت (خدا ہونا۔ اسلم) بھی حضرت مریم سے شروع ہوئی۔

خدا کی ماں کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ جو ازل سے یعنی بے شروع زمانے سے خدا تھا اور حضرت مریم کا خدا اور خالق اور مالک تھا۔ جب وہ متجسد ہوا تو وہ اس کی ماں بنی۔ اور متجسد خدا کی ماں بنی، اور بیٹا جو اس سے پیدا ہوا وہ خدا تھا، اس لئے وہ خدا کی ماں ہے۔ حضرت مریم خدا باپ اور خدا روح القدس کی ماں نہیں ہے وہ صرف خدا بیٹے کی ماں ہے' خدا باپ کی تو وہ بیٹی ہے اور سب سے لائق بیٹی ہے اور مسیح روح القدس کی قدرت سے پیدا ہوا۔ روح القدس نے حضرت مریم پر سایہ کیا تو روح القدس کی قدرت سے حضرت مریم کے نہایت پاک بطن میں مسیح کی انسانیت خلق ہوئی۔ اور تجسد وقوع میں آیا، پس روح القدس کی وہ روحانی دلہن ہے، اور سب راستباز لوگ مسیح کی دُلہن ہیں۔ یعنی مسیح کی کلیسیا مسیح کی دُلہن ہے۔ وہ روحانی دُلہن ہے۔ اسی طرح حضرت مریمؑ بھی روح القدس کی پاک اور روحانی دلہن ہے۔ حضرت مریم خدا باپ کی بیٹی ہے۔ خدا بیٹے کی ماں ہے اور خدا روح القدس کی روحانی دلہن ہے حضرت مریم کا پاک تثلیث کے ساتھ یہ رشتہ ہے۔

(حقیقت المسیح از تصنیف علامہ پال ارنسٹ بی اے صفحہ ۱۰۸)

اہمیت

"تثلیث فی التوحید کی تعلیم مسیحی مذہب کی عظیم ترین تعلیم ہے جس کے باعث ہی خدا کے متعلق ہمارے خیالات اور اس دنیا میں اس کی سرگرمیاں معقول نظر آتی ہیں"

تثلیث فی التوحید مسیحی ایمان کی بنیاد ہے جس پر مسیحیت کی تمام عمارت کھڑی ہے" (تثلیث فی التوحید صفحات ۸، ۹)

انسائیکلوپیڈیا کی رائے ہیں:

"تثلیث میں غلطی کا مطلب خود پیغام نجات میں غلطی ہوگا۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۱ ص ۶۱۶)

"اس مسئلہ کو خلافِ عقل ٹھہرانا نہ صرف مسئلہ ہائے تجسم وکفارہ کا جو اسی مسئلے سے وابستہ ہیں قلع قمع کر دیتا ہے۔ بلکہ تمام کلام خدا کی تکذیب کر دیتا ہے" (خدا کی جہات ثلاثہ ص ۳)

② عقیدۂ تثلیث

مسیحیت کی بُت پرستی

جب بھی کسی مذہب کے اصول اور قواعد وضوابط کی بات

چلے تو قدرتی طور پر ذہن اس مذہب کی مقدس کتاب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن مسیحیت کا حال خاصا مختلف ہے مسیحیوں کی مخصوص مذہبی کتابیں (چاروں اناجیل اور خطوط وغیرہ) اس وقت لکھی گئیں جب حضرت مسیح کے مشن کے برخلاف مسیحیت غیر یہودی اقوام میں پھیل چکی تھی۔ ان دنوں مسیحؑ کی زندگی اور تعلیمات سے متعلق عوام الناس میں جو خیالات، معتقدات اور نظریات مروج تھے وہ تحریر کر لئے گئے۔ ازاں بعد ان کتابوں میں سے درست اور صحیح ہونے کے سوال نے پریشان کن صورت اختیار کر لی تو مسیحی علماء کی یکے بعد دیگرے منعقد ہونے والی مختلف کونسلوں نے ان میں سے جنہیں مناسب سمجھا، مستند، الہامی اور مقدس قرار دے لیا، باقی کتب گو ان کا موضوع یہی تھا، رد کر دی گئیں۔

مسیحی عقائد و عبادات بھی مذکورہ خطوط پر ہی مستند قرار دیئے گئے۔ مسیح کی کوئی باقاعدہ تعلیم تو مسیحی کلیسیا تک پہنچی نہیں تھی چنانچہ جب بھی ضرورت پڑتی علماء بیٹھ کر درپیش مسئلہ کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لیتے جو باقاعدہ مسیحی عقیدہ اور مدار نجات قرار پاتا۔ کسی بھی مسئلہ کا مسیح کی تعلیم سے ہونا تو کجا مستند مسیحی کتب مقدسہ میں مذکور ہونا بھی لازمی نہیں تھا۔ اندریں حالات موجودہ تقریباً تمام کے تمام مسیحی

معتقدات، نظریات، عقاید، خیالات، عبادات، رسوم، رواجات اور مذہبی اصطلاحات تک غیر یہودیت پرست مذاہب سے مستعار اور تراشیدہ ہیں، مسیح کی اصل تعلیمات سے کوسوں دُور بلکہ الٹ اور برعکس ہیں۔

چنانچہ مسیح کا خدا ہونا اور تثلیث ان عقاید میں سرفہرست ہیں۔ جن کی مسیحؑ نے ہرگز ہرگز تعلیم نہیں دی۔ بائیبل میں بھی ان کا بیان، بنیاد، تشریح کچھ نہیں ملتی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ڈنکے کی چوٹ رقمطراز ہے:

"سترھویں اور اٹھارہویں صدی کے روشنی یافتہ مسیحی مقدسین نے مسئلہ تثلیث کو اپنے تعمیری خیالات سے غیر متعلق جان کر اسے پس پشت ڈال دیا یا اسے آباؤ اجداد کا نکما ورثہ سمجھ کر اس پہ کھلم کھلا حملے کئے۔ کیونکہ جدید سائنس اور فلسفہ اس کا دفاع نہیں کر سکتے تھے۔ انیسویں صدی میں پروٹسٹنٹ مؤرخین خاص کر ایف سی براند اور ایڈولف وان ہارنیک نے تحقیق کی کہ تثلیث مسیحیت پر یونانی اثرات کا نتیجہ تھی۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۲۲ صـ ۲۴۲)

تثلیث قدیم وقتوں میں ایک مقبول و مروّج عقیدہ تھا۔ آئرلینڈ سے لے کر اناطولیہ تک، بشمول جرمن سکنڈے نیوین،

رومی، یونانی، قدیم ایرانی، ہندو، بدھ، مصری، چینی، جاپانی بھی بت پرست اقوام و مذاہب میں تثلیث یعنی ایک خدا کے تین روپ ہونا کسی نہ کسی صورت میں مانا جاتا تھا۔

قدیم تثلیثیں

"لفظ "تثلیث" بائبل میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔ پہلے پہل یہ دوسری صدی کے آخر میں مذہبی تحریروں میں گھس آیا تھا، جب ۳۲۵ء میں نائسیہ کونسل کے صدر رومی بادشاہ بت پرست قسطنطین نے اس عقیدہ کی سرگرم پیروی کی تھی تو اس وقت یہ سرکاری مذہب کا اہم عقیدہ بن گیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ افلاطون کے ہر دل عزیز بت پرست فلسفہ کا ایک حصہ تھا۔ اس عقیدہ کو افلاطون نے شروع نہیں کیا تھا۔ اس کی ابتداء نمرود کے زمانہ میں ہوئی تھی جو حام کا پوتا تھا اور جو "خداوند کے سامنے ایک شکاری سورما تھا" (پیدائش ۱۰ : ۹) اس نے اپنی ماں سمرامی سے شادی کی تھی اور بعد میں اہلِ بابل نے اسے اور اس کی ماں جو اس کی بیوی بھی تھی دونوں کو خدائی رتبہ دے دیا تھا۔ اس طرح سے وہ لوگ دیوتاؤں کی تر مورتی کو مانتے تھے۔ جس میں نمرود کو باپ اور بیٹے کا اور سمرامی کو ماں کا درجہ حاصل تھا۔

ترمورتی ہندو مذہب میں بہت نمایاں ہے اور اسکی شناخت فارسیوں، مصریوں، رومیوں، جاپانیوں، ہندوستانیوں اور قدیم یونانیوں کے بناوٹی قصے کہانیوں سے ہوتی ہے۔ ہندوستان میں غاروں میں پائے گئے مندروں میں سے ایک میں "ایک خدا تین صورتوں میں کھڑا ہوا تھا۔ ٹوئی ازم میں بھی یو ناؤں کی ترمورتی یعنی تثلیث کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔ اس کے بانی لاؤسی کو اس میں دوسرا درجہ حاصل ہے۔ مہایانہ بدھی بھی تثلیث کو مانتے ہیں۔ اس کی تین دھڑ والی مورت "ترکیا" ہے بعض جاپانی تین سروں والی مورت سنی پاؤ فیو کی بندگی کرتے ہیں۔ ویدوں میں "آگ کے تین سر سے دیوتا" اگنی کا ذکر آتا ہے جو سورج، آگ اور برقی چمک پر مشتمل ہے۔

چند قدیم اقوام کی تثلیثیں حسبِ ذیل ہیں:

مصری	سرالیپس (بیل)	آئی سیس (گائے)	حورس (بچہ)
اہل بابل	انو	بیل	ایا
اہل فارس	ارموز	آنا ہتا	متھرا
ہندو	براہما	وشنو	شیوا
بدھی	بدھا	بدھی ست	گوتما
یونانی	زیوس	ایتھنی	اپالو
سکینڈے نیوین	اُدھین	تھور	فرے

(پمفلٹ "تثلیث" شائع کردہ واچ ٹاور بائبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی)

تقسیم کار

بت پرستوں کے ہاں تثلیث کے تینوں دیوتاؤں کے ذمہ مختلف اور مقرر فرائض ہوتے تھے۔

پادری یوحنا خان لکھتے ہیں:

"رومیوں کا مذہب یونانیوں کے مذہب کے مماثل اور مانند تھا۔ ان کے بے شمار دیوی دیوتا تھے جو اپنے اپنے شخصی کام رکھتے یا خاص حلقے کے نگران اور مختار تھے۔ جو پیٹر سب سے اعلیٰ دیوتا تھا جو تو جو پیٹر کی بیوی اور منروا اس کی دختر دانائی کی دیوی۔ دونوں کیپتولین پہاڑی کے مندر میں اس کی شریک تھیں۔"

بابل میں سب قسم کے دیوتاؤں کے مندر ان کی مذہبی حکومت گاہ تھے۔ لیکن بڑے بڑے دیوتاؤں کی طاقت خاص جگہ یا حدود و حرکات پر محدود تھی۔ "انو" آسمان کا "بعل" زمین کا اور "ای یاہ" پاتال کا دیوتا تھا۔ (جغرافیہ بائبل مصنفہ پادری پروفیسر یوحنا خان مطبوعہ ۱۹۱۳ء صفحات ۹۶، ۱۶۸)

ہندو تثلیث میں "برہما" خالق، "وشنو" محافظ اور "سیوا" تباہ کرنے اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے۔

(ABRIEF HISTORY OF THE INDIAN

PEOPLE BY SIR WILLIAM WILSON HUNTRR

:1888, P. 54)

ان کی تقلید میں تینوں مسیحی خداؤں میں بھی تقسیم کار موجود ہے۔

مسیحی تثلیث

۳۲۵ سو سے پہلے قیصر بہ کے مسیحیوں میں ایک عقیدہ رائج تھا جس میں سادہ طور پر ایک خدا قادر مطلق باپ خداوند یسوع مسیح اور روح القدس کا مذکور تھا۔

رومی بادشاہ قسطنطین نے ۳۱۳ء میں سیاسی مصالح کی بنا پر مسیحیت اپنائی۔ ویسے وہ ساری عمر بت پرست رہا اور بستر مرگ پر مسیحیت کو قبول کیا تھا، وہ پہلے سے ہی تثلیث کا قائل تھا۔ اس نے ۳۲۵ء میں (NICEA) نیقیہ ناسیہ، نیسیہ یا نقایاہ، کے مقام پر مسیحی علماء کی ایک کونسل بلائی مسیح کی خدائی اور مقام کا تعین ایک بنیادی مسئلہ تھا۔ اس میں حاضرین سے زبردستی عقیدہ تثلیث پاس کروایا گیا۔ اور اس میں مسیح کو وہ حیثیت دی گئی جو اسے ان دنوں منظور تھی۔ بعد ازاں وہ اس سے منحرف ہو گیا اور ان لعنتوں کا مورد بنا جو خود ہی اس نے منظور کروائی تھیں یہ دلچسپ تفاصیل پروفیسر فشر کی تاریخ کلیسا میں ملیں گی۔

"کلیسا کے سامنے جو مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ کوئی ایسا محاورہ معلوم کیا جائے جو کہ یسوع مسیح کی زندگی سے اخذ شدہ تثلیت کے نتائج کا خلاصہ پیش کر سکے اسے ایک ایسا فارمولا تلاش کرنا پڑا جو کہ خدا کی وحدت کا محافظ ہو اور ساتھ ہی اس بات کا بھی ضامن ہو کہ اس وحدت میں باپ بیٹے اور پاک روح کی انفرادی شخصیت برقرار رہے اور ان میں سے ہر ایک مکمل خدا ہو۔ اس مسئلے کا حل معلوم کرنا

خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی پوجا عیسائیت کا بنیادی پتھر ہے۔ یسوع مسیح انسان کو خدا کا لاثانی کاشفہ ہے۔ عیسائیت مسیح کو ایک حقیقی تاریخی شخصیت سمجھتی ہے۔ معاشرہ میں اس کی حیثیت ناقابل التفات تھی، وہ رومی حکومت کے ایک غیر معروف کونے جہاں وہ رہا اور مرا کے باہر اسے کوئی نہیں جانتا تھا۔

THE WORLD RELICIONS

P. 336

COL. 1

بہت مشکل تھا اور اب تک ہے۔ کیونکہ تثلیث فی التوحید ہمیشہ سے ہم انسانوں کے لئے ایک بھید رہی ہے، اور انسانی عقل کو چکرا دیتی ہے"۔ (تثلیث فی التوحید ص۸۹)

بہرحال عقیدہ کی تشکیل یوں ہوئی:

"ہم ایمان رکھتے ہیں ایک خدا قادر مطلق باپ پر، جو سب دیکھی اور اَن دیکھی چیزوں کا خالق ہے۔

اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا بیٹا ہے، باپ سے مولود، اکلوتا یعنی باپ کے جوہر سے مولود،

خدا سے خدا، نور سے نور، حقیقی خدا سے حقیقی خدا، مصنوع نہیں بلکہ مولود۔ اس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔ اس کے وسیلہ سے سب چیزیں بنیں، آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ وہ ہم آدمیوں کے لئے اور ہماری نجات کے واسطے اُتر آیا اور مجسم ہوا، اور انسان بنا۔ اس نے دکھ اٹھایا اور تیسرے دن جی اُٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا۔ وہ زندوں اور مُردوں کی عدالت کے لئے آنے والا ہے۔

اور روح القدس پر" (رسولوں کے نقش قدم پر صفحہ ۲۲۰)

کتاب پڑھ کر علمی اور تحقیقی رنگ میں اپنے خیالات کا بخوشی اظہار فرمائیں ہم خندہ پیشانی سے استقبال کریں گے (داسلم)

یہ بھی لکھا ملتا ہے کہ اس کونسل میں تثلیثی خدا کے تیسرے شخص روح القدس کا قطعی ذکر نہیں ہوا تھا۔

مسیحی کلیسیا روح القدس خداوند کو کبوتر کی شکل میں مانتی ہے۔

(SHOULD YOU BELIEVE IN THE TRINITY? BY WATCHTOWER BIBLE AND TRACT SECIETY, P.7)

اس عقیدہ میں ترامیم اور اضافے ہوتے رہے۔ قسطنطنیہ کونسل ۳۸۱ء نے بھی ایک عقیدہ پاس کیا تھا۔ پھر کیلسیڈون کونسل ۴۵۱ء میں ۳۲۵ء اور ۳۸۱ء والے عقیدوں کو ملا کر ایک عقیدہ پاس کیا گیا۔ سپین میں منعقدہ ٹولیڈو کونسل ۵۸۹ء نے عقیدہ تثلیث کے الفاظ کو آخری شکل دی۔ ہم پروفیسر فشر کی تاریخ کلیسیا سے اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

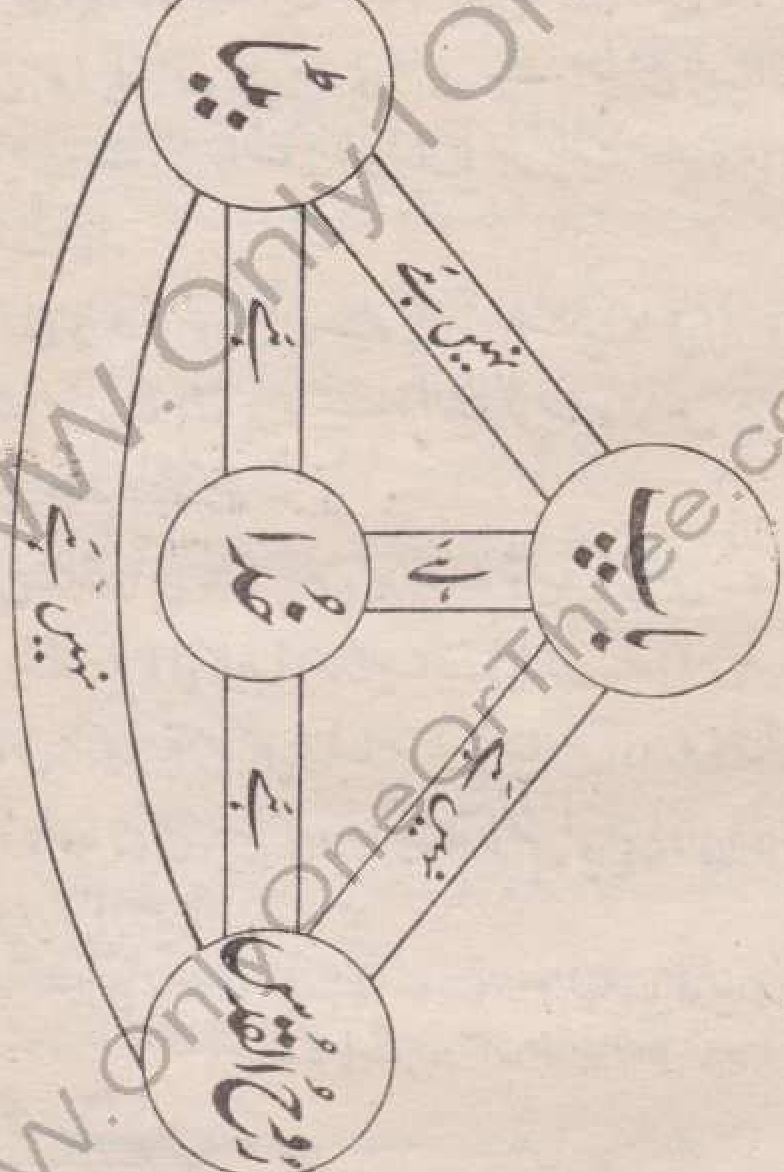
"میں ایک قادر مطلق خدا باپ پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو آسمان و زمین اور تمام دیکھی اور اَن دیکھی اشیاء کا خالق ہے۔

اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا اکلوتا مولود بیٹا ہے، تمام دنیاؤں سے پیشتر باپ سے مولود۔ (خدا سے خدا)۔ نور سے نور، حقیقی خدا سے حقیقی خدا، مصنوع

نہیں مولود۔ اس کا اور باپ کا ایک ہی مادہ (جوہر) ہے۔
اس کے وسیلہ سے کُل چیزیں بنیں۔ وہ ہم آدمیوں کے لئے اور
ہماری نجات کے واسطے آسمان پر سے اتر آیا، اور روح القدس
کی قدرت سے کنواری مریم سے مجسم ہوا اور انسان بنا۔ اور پنطس
پیلاطس کے عہد میں ہمارے لئے مصلوب بھی ہوا۔ اس نے دکھ
اٹھایا اور دفن ہوا، اور تیسرے دن پاک نوشتوں کے مطابق جی
اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا، اور باپ کی دہنی طرف بیٹھا ہے
وہ جلال کے ساتھ زندوں اور مُردوں کی عدالت کے لئے
پھر آنے والا ہے۔ اس کی سلطنت ختم نہ ہوگی۔
اور (میں ایمان رکھتا ہوں) روح القدس پر۔ جو خداوند
اور زندگی بخشنے والا ہے۔ جو باپ (اور بیٹے) سے صادر ہے۔
اس کی باپ اور بیٹے کے ساتھ پرستش اور تعظیم ہوتی ہے
وہ نبیوں کی زبانی بولا، اور (میں ایمان رکھتا ہوں) ایک
پاک عام اور رسولی کلیسیا پر۔ میں ایک بپتسمہ کا جو گناہوں کی
معافی کے لئے ہے اقرار کرتا ہوں اور مُردوں کی قیامت اور
اور آئندہ جہان کی حیات کا انتظار کرتا ہوں۔"

جی کے چیسٹرٹن کا قول ہے: "جب لوگوں کا خدا پر سے ایمان
اُٹھ جائے گا تو وہ بے ایمان ہو جائیں گے۔ پھر وہ ہر چیز کو
خدا مان لیا کریں گے۔"
(THE WORLD RELIGIONS P.342)

تثلیث کو سمجھنے کا ایک نقشہ



(رسولوں کے نقش قدم پر صفحہ ۲۲۶)

یہ پھٹکاریں عقیدہ ۳۲۵ء کا تتمہ ہیں۔ [1]

وہ لیکن جو کہتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب وہ نہیں تھا اور پیدائش سے پیشتر وہ نہیں تھا اور یہ کہ وہ نیستی سے ہستی میں آیا۔ جو کہتے ہیں کہ خدا کا بیٹا جوہر میں جُدا ہے یا خلق ہوا یا اس میں تبدیلی ممکن ہے۔ جامع کلیسیا ان پر لعنت بھیجتی ہے۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۲۹ء جلد ۶ ص ۱۸۷)

[1] یہ الفاظ ۳۲۵ء میں تھے لیکن قسطنطنیہ کونسل ۳۸۱ء نے زائد سمجھ کر حذف کر دیئے۔ البتہ ٹولیڈو کونسل میں بحال کر دیئے گئے تھے۔

[2] روح القدس سے متعلق یہ الفاظ ٹولیڈو کونسل نے اضافہ کئے۔ یونانی کلیسیا اور کلیسیائے مشرق نے انہیں عقیدہ میں شامل نہ کیا۔ آج کل صرف مغربی کلیسیائیں اور وہ مشرقی کلیسیائیں جو ان کی تبلیغ کی وجہ سے قائم ہوئیں، ان الفاظ کو استعمال کرتی ہیں۔"

پادری برکت اللہ کے مطابق "اور بیٹے" کے الفاظ مغربی کلیسیا نے گیارھویں صدی میں بڑھائے تھے (تاریخ کلیسیائے ہندوستان جلد سوم صفحہ ۳۰۸)

نصیحت

پیٹرے کی نصیحت ہے: "پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ بھی تثلیث فی التوحید کی تعلیم کا احترام اسی

عقیدت سے کریں جیسا کہ رومن کاتھولک، اینگلیکن اور آرتھوڈاکس کلیسیائیں کرتی ہیں۔ کیونکہ عام طور پر پروٹسٹنٹ مسیحی اس تعلیم کو صرف عقیدے کی حد تک ہی مانتے ہیں اور اس کا اظہار اپنی دعاؤں اور عبادتوں میں بہت کم کرتے ہیں۔" (صفحہ ۱۱۰)

غلط تفصیلات

"جن لوگوں نے ثالوث کو زیادہ تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی ایسے لوگ اکثر تین غلطیوں میں سے کسی ایک کا شکار ہو گئے:

(۱) بعض نے انکار کیا کہ خدا کی ذات میں تین اقانیم موجود ہیں مثال کے طور پر سبیلئیس نے کہا کہ خدا نے اپنے آپ کو پہلے باپ کی صورت میں، پھر بیٹے کی اور پھر روح القدس کی صورت میں ظاہر کیا۔

(۲) بعض نے انکار کیا کہ خدا ایک ہے (گویا باپ، بیٹا اور روح القدس تین مختلف دیوتا ہیں۔

(۳) بعض نے کہا کہ صرف باپ حقیقی خدا ہے۔ بیٹا اور روح القدس گو دیوتا تو ہیں لیکن ان کی حیثیت خدا سے کم ہے۔ (رسولوں کی تعلیم صفحہ ۲۲۸)

(۴) تاہم مسیح کی الوہیت کے بارے میں سب سے خطرناک بدعت

وہ تھی جو کہ آریئس نے پھیلائی۔

آریئس سکندریہ کا ایک قسیس تھا۔ ۳۱۸ء سے پہلے اس نے اپنی بدعتی تعلیم جاری کی، اس نے مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا:

۱) خدا ایک ہے۔ لاثانی ہے۔ وہ ہمیشہ باپ نہیں تھا کیونکہ بیٹے کا وجود ازلی نہ تھا۔ ایک وقت ایسا تھا جب بیٹا نہ تھا۔

۲) خدا اپنے آپ میں ایک قدرت رکھتا ہے جسے ہم کلمہ کہتے ہیں۔ کلمہ اقنوم تو نہیں۔

۳) تخلیق عالم سے پہلے خدا نے کلمہ کو ایک خاص جوہر بخشا۔

۴) بیٹا باپ سے علیحدہ ہے اور اس کا جوہر مختلف ہے۔

۵) بیٹا خدا نہیں ہے اور نہ ہی وہ خدا باپ کو پورے طور سے جانتا ہے۔

۶) تاہم بیٹا محض مخلوق تو نہیں۔ وہ کامل مخلوق ہے۔ لہٰذا ہم اسے خدا کہہ کر پکار سکتے ہیں۔

۷) جب وہ مجسم ہوا تو وہ ایک حقیقی جسم میں داخل ہوا، لیکن اس جسم میں کوئی روح نہ تھی بلکہ روح کی جگہ کلمہ تھا۔ کلمہ دُکھ سہہ سکتا ہے لیکن خدا باپ دُکھ سہہ ہی نہیں سکتا۔

۸) جس طرح بیٹا باپ کی طرف سے آیا ہے اسی طرح روح القدس بھی بیٹے کی طرف سے آیا ہے۔ اس کا جوہر باپ

اور بیٹے کے جوہر سے بالکل مختلف ہے۔ (رسولوں صفحہ ۲۲)

اثناسی عقیدہ: لشپ ینگ لکھتے ہیں: "ان بدعتوں کے ردعمل میں کلیسیا نے کوشش کی کہ ثالوث کے بارے میں صحیح تعلیم کی وضاحت کرے۔ تقریباً ۴۲۰ء میں مغربی کلیسیا نے ایک بیان پیش کیا جس کو اکثر لوگ "اثناسی عقیدہ" کہتے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ اثناسیس نے اس کو بنایا بلکہ اس لئے کہ مصنف نے سمجھا کہ وہ اثناسیس (جو آریس بدعت کا دشمن تھا) کے ایمان کے مطابق تھا۔ پتہ نہیں کس نے اسے تیار کیا۔ شاید مقدس اوگسطین کے کسی شاگرد نے یہ کام کیا ہو۔ آج کل لوتھرن کلیسیا اس پر بہت زور دیتی ہے۔ عقیدہ لاطینی میں ہے اور اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ روح القدس، باپ اور بیٹے سے صادر ہے۔ چنانچہ یونانی کلیسیا اور مشرقی کلیسیاؤں نے اسے قبول نہیں کیا۔"

اثناسی عقیدہ میں ثالوث سے متعلق بیان یوں ہے:

"کیتھولک ایمان یہ ہے کہ ہم واحد خدا کی پرستش تثلیث میں، اور ثالوث کی پرستش توحید میں کریں۔ نہ اقانیم کو مخلوط کریں، اور نہ ہی جوہر کو تقسیم کریں۔"

"کیونکہ اقنومیت باپ کی اور، بیٹے کی اور، روح القدس کی اور ہے۔ لیکن باپ، بیٹے اور روح القدس کی الوہیت ایک

ہی ہے۔ جلال برابر، عظمت یکساں ازلی"۔

"جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا ہے۔ اور ویسا ہی روح القدس ہے۔ باپ غیر مخلوق، بیٹا غیر مخلوق، روح القدس غیر مخلوق۔ باپ غیر محدود، بیٹا غیر محدود، روح القدس غیر محدود۔ باپ ازلی، بیٹا ازلی، روح القدس ازلی۔ تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ازلی ہے۔ اور اسی طرح نہ تین غیر مخلوق اور نہ تین غیر محدود ہیں۔ بلکہ ایک ہی غیر محدود اور ایک ہی غیر مخلوق ہے"۔

"اسی طرح باپ قادر مطلق، بیٹا قادر مطلق، روح القدس قادر مطلق ہے۔ تو بھی تین قادر مطلق نہیں بلکہ ایک ہی قادر مطلق ہے"۔

"ویسے باپ خدا، بیٹا خدا، روح القدس خدا ہے۔ پھر بھی تین خداوند نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے"۔

"کیونکہ جس طرح مسیحی اصول کے باعث ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ہر اقنوم بذاتہ خدا اور خداوند ہے اسی طرح کیتھولک دین کے بموجب یہ کہنا منع ہے کہ تین خدا یا تین خداوند ہیں"۔

"باپ نہ کسی سے مصنوع ہے، نہ مخلوق اور نہ مولود۔ بیٹا صرف باپ ہی سے ہے۔ نہ مصنوع نہ مخلوق بلکہ مولود۔ روح القدس باپ اور بیٹے سے ہے، نہ مصنوع نہ مخلوق نہ

مولود بلکہ صادر ہے۔

"پس تین باپ نہیں، ایک ہی باپ ہے۔ تین بیٹے نہیں بلکہ ایک ہی بیٹا ہے۔ تین روح القدس نہیں ایک ہی روح القدس ہے"۔

اور اس ثالوث میں کوئی بھی ایک دوسرے سے پہلے یا بعد نہیں۔ نہ کوئی ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا ہے۔ بلکہ تینوں اقانیم یکساں ازلی اور باہم برابر ہیں۔ الغرض ہر امر میں جیسا اوپر بیان ہوا ہے، واحد خدا کی پرستش تثلیث میں اور ثالوث کی پرستش توحید میں کرنا واجب ہے۔

"پس جو کوئی نجات چاہے وہ ثالوث کو یونہی مانے"
(رسولوں کے عقائد قدیم پر صفحات ۲۲۸ - ۲۲۹)

ہم جانتے ہیں کہ مغربی کلیسیا (رومن کیتھولکوں اور پروٹسٹنٹوں)، اور مشرقی کلیسیا کے درمیان روح القدس کے بیٹے سے صادر ہونے پر اختلاف ہے۔ مغربی کلیسیا "باپ اور بیٹے سے صادر" مانتی ہے، جبکہ مشرقی کلیسیا صرف "باپ سے"!

مغربی کلیسیا کی طرف سے عقیدہ تثلیث کی وضاحت (اتناسی عقیدہ) مندرجہ بالا ہے۔ مشرقی کلیسیا نے بھی اپنے عقیدہ تثلیث کی وضاحت کی۔ انطاکیہ کے استاد اور مصنف سویرس نے

(فریگیا ۴۶۵ء تا ۵۳۸ء) نے اسے تیار کیا :-

"پاک ثالوث کو ہم واضح نہیں کر سکتے اور نہ ہی اپنی عقل سے اس کی تفتیش کر سکتے ہیں کیونکہ وہ بیان سے باہر ہے۔ وہ سب اشیاء سے برتر، سب خیالات سے اعلیٰ اور ہماری عقل سے بعید ہے۔"

"ہم مانتے ہیں کہ تینوں اقانیم کا جوہر ایک ہی ہے یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس ایک ہی خدا ہے۔ کیونکہ باپ خدا ہے، بیٹا خدا ہے، روح القدس خدا ہے۔"

ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک اقنوم کو جسے ایک خاص مقام حاصل ہے کہ اس کے پاس الوہیت کے سب اوصاف مکمل طور پر موجود ہیں۔ جیسے کہ بھلائی، قوت، تخلیق اور ہر وہ چیز جو غیر مخلوق ذات سے متعلق ہے۔ اسی طرح ہم مانتے ہیں کہ ثالوث ایک ہی جوہر سے ہے۔ تینوں اقانیم میں یہی جوہر جامع طور پر نظر آتا ہے۔ باپ کے پاس الٰہی جوہر مکمل طور پر موجود ہے۔ اور اسی طرح یہ جوہر بیٹے اور روح القدس کے پاس بھی موجود ہے۔ لہٰذا باپ کامل خدا ہے، بیٹا کامل خدا ہے، روح القدس کامل خدا ہے۔"

"مثال کے طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ پطرس، پولوس،

اور یوحنا کی انسانیت ایک ہی انسانیت ہے کیونکہ وہ انسانی نسل اور جوہر کے اعتبار سے ایک ہیں تاہم انفرادی طور پر یہ تینوں اشخاص ایک دوسرے سے جداگانہ شخصیت کے مالک ہیں۔ ہر ایک شخص جو کہ انسانی نسل میں شامل ہے اس نسل کی خصوصیات میں شامل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پطرس دوسروں کی طرح قوتِ ادراک اور رفتار میں نیز عقل اور علم میں شریک ہے۔"

"(اسی طرح ثالوث میں) ہر ایک اقنوم کے پاس وہ جوہر ہی ہے جس میں سب شریک ہیں۔ البتہ وہ جوہر انفرادی اور جداگانہ طور پر نظر آتا ہے۔"

"مثلاً باپ غیر مولود ہے، اس لحاظ سے اس کی جداگانہ شخصیت ہے۔ اس کا ایک خاص اقنوم ہے۔ جو کچھ ان تینوں میں ہے یعنی الٰہی جوہر، اس میں منفرد ہے اور ساتھ ہی وہ غیر مولود ہے۔ وہ خدا ہے، بھلائی ہے، نور ہے اور زندگی ہے۔"

"اسی طرح بیٹے کے اقنوم کی خاصیت یہ ہے کہ وہ باپ سے مولود ہے۔ جو کچھ ان تینوں میں مشترکہ الٰہی جوہر ہے، وہ اس میں منفرد ہے، وہ خدا ہے مولود ہے بھلائی ہے نور ہے اور زندگی ہے۔"

"اسی طرح روح القدس بھی ہے اس کے اقنوم کی خاصیت یہ ہے کہ وہ "صادر ہے"۔ وہ الٰہی جوہر، وحدت اور جو کچھ مشترکہ ہے، اس میں بھی منفرد ہے۔ وہ نور ہے، جو صادر ہے، زندگی بخشنے

خدا ہے۔ (ایضاً صفحات ۲۳۰، ۲۳۱)

اصل بات خوب سمجھ لیں جو صرف اتنی سی ہے کہ پیغام مسیح یہودیوں تک ہی محدود رہتا تو ان کی پوزیشن ایک انسان اور نبی کی واضح تھی۔ جب معاملہ بت پرستوں کے ہاتھوں میں پہنچ گیا تو انہوں نے اس طرح بھٹکتے ہی پھرنا تھا۔ اور جیسا کہ اس مقالہ کے قارئین اچھی طرح جان رہے ہیں آج تک مسیحی مسیح کا اصل مقام ٹھیک طور پر سمجھ نہیں سکے۔ مسلسل بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

اختلافات

تواریخ مسیحی کلیسا صفحہ ۲۵۹ کے مطابق قسطنطنیہ کونسل ۳۸۱ء نے ناسیہ عقیدہ ۳۲۵ء میں روح القدس کی بابت یہ فقرات بڑھائے تھے:

(ا) جو خداوند اور زندگی بخشنے والا ہے۔

(ب) جو باپ اور بیٹے سے صادر ہوا۔

(ج) وہ نبیوں کی زبانی بولا۔

لیکن انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی رائے میں یہ محض مفروضہ ہے اور اس اضافہ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اضافہ شدہ عقیدہ پہلی بار ایک مسیحی بزرگ کے خط میں ملتا ہے۔

تثلیث معلوم کیا، کب ہوا تھا۔ ڈاکٹر برنیڈن کی تحقیقات کے مطابق؛

"ناسیہ کہا جاتے والا عقیدہ ناسیہ کونسل ۳۲۵ء نے تیار نہیں کیا تھا۔ اس کی ابتداء مشکوک ہے"۔ (ص ۲۱۶ کالم ۱)

"عقیدہ تثلیث آخری صورت میں قسطنطنیہ کونسل ۳۸۱ء نے منظور کیا تھا"۔ (ص ۶۲۳ کالم ۲)

"معلوم نہیں کہ جو عقیدہ ہم استعمال کرتے ہیں وہ کب تک لفظی طور پر صحیح صحیح مکمل ہو گیا۔ لیکن آج تک مکمل عقیدہ کا سب سے پہلا نسخہ جو دستیاب ہوا ہے۔ وہ قریباً ۷۵۰ء کا ہے"۔ (رسولوں : ۲۲۳)

پاکستان میں نیشنل کونسل آف چرچز جو عقیدہ استعمال کرتی ہے اس میں :

(اَ) (۱) مسیح بارے پہلا فقرہ یوں ہے: "اور ایک خداوند مسیح یسوع پر جو خدا کا اکلوتا بیٹا ہے"۔
یعنی ٹولیڈو کونسل کے مقابلے میں مسیح "اکلوتا مولود بیٹا" نہیں ہے، لفظ "مولود" غائب ہے۔

(۲) روح القدس بارے فقرہ "میں ایمان رکھتا ہوں" بغیر بریکٹ ہے، جبکہ ٹولیڈو عقیدہ میں یہ الفاظ بریکٹ کے اندر ہیں۔

(۳) تولیڈو کے اخیر والی "آمین" نہیں ہے۔

(ii) پاکستانی عقیدہ قسطنطنیہ عقیدہ سے بھی مختلف ہے کہ اس

میں سے مسیح بارے الفاظ "خدا سے خدا" مفقود تھے جبکہ پاکستانی عقیدہ میں موجود ہیں۔

(iii) کیلسیڈون کونسل ۴۵۱ء کے عقیدہ میں روح القدس بارے ہے کہ "وہ باپ سے صادر ہے" جبکہ پاکستانی عقیدہ میں ہے "وہ باپ اور بیٹے سے صادر ہے"۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ٹولیڈو عقیدہ بھی متفقہ نہیں ہے۔ کہ روح القدس "... اور بیٹے ..." مغربی (لاطینی) کلیسیا مانتی ہے یونانی اور مشرقی انکاری ہیں۔

خلاصہ بحث یہ کہ تثلیث پرست مسیحیوں میں عقیدہ تثلیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ مذکورہ تمام بحث کی روشنی میں مخاطب مسیحی سے پوچھ لینا چاہیئے میاں کس کونسل کی منظور کردہ اور کس کلیسیا کی مقبول تثلیث مانتے ہو؟

(۳) تثلیث اور حقائق

(۱) بائبل:

بائبل کے پہلے حصہ میں تثلیث کا قطعاً کوئی بیان نہیں ہے۔ دوسرے حصے اناجیل وغیرہ لکھنے کے دنوں مسیحیوں میں ابھی تثلیث رائج نہیں ہوئی تھی۔ ان میں جو ایک دو دھورے مزعومہ اشارے تھے (مثلاً ۱-یوحنا ۵ : ۷، ۸)

جدید انگریزی تراجم میں سے الحاقی قرار دے کر متن سے خارج
کر دیئے گئے ہیں۔ تثلیث کے حق میں سب سے مشہور اور
آخری حوالہ مسیح کی طرف منسوب یہ قول ہے: "پس تم جا کر سب
قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ بیٹے اور روح القدس
کے نام سے بپتسمہ دو"۔ (متی ۲۸ : ۱۹)

پادری ڈملو (اور دیگر مفسرین) مناسب تفاصیل کے ساتھ
بہ دلائل بتاتے ہیں کہ زمانہ حال کے بعض نقاد اس فقرہ کو
الحاقی یا کم از کم مسیح کا ایک غیر مصدقہ قول مانتے ہیں۔ پروفیسر
پیک بھی لکھتے ہیں کہ کئی نقادوں کے نزدیک اس مقولہ کی
سند متنازعہ ہے۔

(CHRISTIANITY ITS NATURE AND ITS
TAUTH BY PROF ARTHUR S' PEAKE D.D.:1922,
P,229)

اعمال ۲ : ۳۸ کی رُو سے شاگرد صرف "یسوع مسیح کے نام"
پر بپتسمہ دیتے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خیالات
بعد کے ہیں۔

(۲) غیر موزوں:

تثلیث کا عقیدہ غیر موزوں ہے مثلاً
مسیح بیٹے نے "دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی تھی" کس
کی؟ اپنی؟ (عبرانیوں ۵ : ۸)

جب مسیح نے دعا کی تھی کہ "نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے"۔ تو کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ "نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا میں چاہتا ہوں"۔ یہ کہنا تو بہت ہی بے معنی بات ہے (متی ۲۶: ۳۹)

"مسیح نے اپنی خوشی نہیں کی تھی"۔ بلکہ خدا کو خوش کیا تھا۔ اگر مسیح بھی خدا ہے تو اس نے اپنی خوشی کی تھی)

(رومیوں ۱۵: ۳)

مسیح صلیب پر چلایا تھا۔ "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" تو کیا وہ اپنے آپ ہی کو پکار رہا تھا؟ اور وہ خود اپنے آپ ہی کو چھوڑ گیا تھا؟ (مرقس ۱۵: ۳۴)

مسیح کا قول ہے: "باپ مجھ سے بڑا ہے"۔ (یوحنا ۱۴: ۲۸) جبکہ تعلیم تثلیث ہے کہ تینوں خدا آپس میں برابر ہیں۔

ستفنس نے آسمانی رؤیا میں صرف باپ اور بیٹے کو دیکھا تھا لیکن روح القدس کو نہیں دیکھا تھا (اعمال ۷: ۵۵)

> خدا کے ایک فرستادہ پیغمبر کی حیثیت سے اس کا استقبال کیا گیا۔ وعظ، تعلیم اور بیماروں کو شفا دینے میں اس کا یہی کردار تھا۔ اس طرح وہ اپنے پہلے اور بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے پاک بندوں میں سے ایک ہے لیکن مسیحیوں کا ایمان ہے اور اس کی اپنی زندگی اور تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی سے بہت بڑا تھا۔ THE WORLD RELIGIONS: P.342, COL.1

۳ توحید و تثلیث:

(i) تثلیثیں اس لئے غلط ہیں کہ ان کے علمبرداروں میں ان کی اشکال اور توجیہات مختلف ہیں۔ اور الٰہی پسند کے بغیر اپنی تجویز کردہ ہیں۔ اگر وہ غلط ہیں اور یقیناً غلط ہیں تو مسیحی غلط ہیں۔ آخر مسیحی تثلیث کو ہی صحیح کیوں مانا جائے؟

(ii) ایک میں تین اور تین میں ایک سمجھ سے بالاتر ہی نہیں، خلاف عقل بھی ہے۔ عقیدہ عقل سے بالاتر ہو تو ہو خلافِ عقل نہیں چاہیئے۔

(iii) ہپبرٹ نے لکھا ہے: "جب ہم اس حقیقت کو کہ خدا مسیح میں ظاہر ہوا اور جس کی تصدیق کتاب مقدس سے بھی ہوتی ہے لے کر اس کا تجزیہ کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا واحد بھی ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی باپ، بیٹا اور روح القدس بھی۔ ترکیبی خیالات کے حامیوں کے مطابق جب ہم ان تمام اجزا کو جو خدا کو ظاہر کرتے ہیں، لے کر یکجا کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا در باپ، بیٹا اور روح القدس ہونے کے باوجود بھی واحد ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ دو حصے ہائیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن کو ملانے سے پانی بن جاتا ہے۔"

(تثلیث فی التوحید صـ۱۰)

اس مثال سے معلوم ہوا کہ باپ، بیٹا اور روح القدس مل کر ایک ہی خدا بناتے ہیں، جو کہ قطعی ناممکن اور ناقابل عمل، ناقابلِ فہم اور خلافِ عقل و مشاہدہ ہے۔

حال ہی میں اس مشکل کا حل یوں نکالا گیا ہے کہ خدا ۱+۱+۱ کا مجموعہ نہیں ۱×۱×۱ کا حاصلِ ضرب ہے۔

جبکہ اشیاء اجزا کا مجموعہ ہوتی ہیں جیسے تثلیث سمجھاتے وقت پانی کو آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مرکب و مجموعہ بتایا گیا ہے حاصلِ ضرب نہیں!

(۱۷) **خدا بھی انسان ہے:** تثلیث کی بنیاد خدا کو انسان پر قیاس کرتا ہے۔ تثلیث پر کوئی بھی کتاب اُٹھا کر پڑھیے اس کے صفحہ صفحہ اور سطر سطر سے یہ تاثر ملے گا کہ عیسائیت میں خدا انسانی شکل و شباہت رکھتا ہے۔ حال تو ساری بائبل کا بھی یہی ہے۔ یہودیت میں بھی لاکھ توحید خداوندی کے باوجود خدا کا جو تصور بنتا ہے، وہ خالصتہً انسانی ہے۔

پیٹرے کی تشریح میں "ہمارا جسم بہت سے اعضأ سے مل کر بنا ہے۔ مثلاً آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں اور سر وغیرہ لیکن اتنے اعضأ سے مل کر بننے کے باوجود جسم اکائی ہے اور اکائی کی صورت میں کام کرتا ہے۔ درخت میں بھی بہت سے اعضأ ہوتے ہیں مثلاً جڑیں، تنا، شاخیں، پھول اور پھل

وغیرہ۔ یہ سب مل کر ایک درخت بنتا ہے۔ پیدا نا عہدنامہ، جیسا کہ ہم بعد میں دیکھیں گے یہ بیان کرتا ہے کہ خدا کی وحدانیت بھی کچھ انسانی جسم کی طرح ہے۔" (صفحہ ۱۶)

پادری گیبرڈٹر لکھ گئے: "اگر ہم خدا کو ایک زندہ حقیقت مانتے ہیں تو ضرور ہے کہ اسے چند گونا گوں تعلقات اور مختلف نسبتوں کا مرکز اور مورد تسلیم کریں۔ کیونکہ یہ کافی نہیں ہے کہ وہ محض بعض دماغی یا وہمی مطالبات کو اپنی ذات میں پورا کرے جیسے کہ علت اوّل کا مطالبہ ہے۔ جہاں تک اسلامی علم الٰہی اور فلسفہ نے پرواز کیا ہے۔" (صفحہ ۱۲)

پادری مذکور آگے چل کر وضاحت کرتے ہیں: "اہل اسلام اس پر اعتراض کریں گے کہ خالق اور مخلوق کا باہمی مقابلہ نہ صرف بعید از عقل بلکہ خلافِ شانِ خدا بھی ہے کیونکہ ذاتِ الٰہی کا سب سے بڑا وصف یہی ہے کہ وہ بے مثل و بے عدیل ہے۔ اور اس میں اور مخلوق میں کوئی مشابہت نہیں۔ لیکن ہم نے اسلامی تصور خدا کا ذکر کرتے ہوئے اس اعتراض پر کافی بحث کی ہے۔ اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ غیر مماثلت کی تعلیم بالکل بے معنی اور غیر تسلی بخش ہے، جو اللہ کو صفر کے درجہ تک گرادیتی ہے اور ہمیں اس کے متعلق کسی قسم کا خیال کرنے اور تصور باندھنے کی اجازت نہیں دیتی۔" (صفحہ ۱۶)

ٹوزر نے لکھا: "ذاتِ الٰہی کے تینوں شخصوں کے ایک ہونے کی وجہ سے، ان کا ارادہ بھی ایک ہے۔ یہ ہمیشہ مل کر کام کرتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی باقی دونوں کی فوری رضامندی کے بغیر سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ خدا کا ہر کام تثلیث فی التوحید کے اتحاد سے ہوتا ہے۔ ہم یہاں پر خدا کو انسانی سوچ کے مطابق دیکھنے پر مجبور ہیں، ہم خدا کو انسان کے ساتھ مشابہت دے کر اس کے متعلق سوچ رہے ہیں، اس لئے اس کا نتیجہ پوری حقیقت سے یقیناً کم ہوگا۔ بہرحال اگر ہم خالق کے متعلق سوچیں تو ہمیں لازماً اس پر انسانی خیالات کا اطلاق کرنا پڑے گا۔"

(خدا کی صفات کی تشریح از اے ڈبلیو ٹوزر مترجم وکلف اے سنگھ مطبوعہ ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۷)

جب ٹوزر نے حزقی ایل نبی کے بارے میں لکھا: "جوں جوں وہ اپنے بیان میں خدا کے تخت کے قریب آتا جاتا ہے توں توں اس کے لئے اس نظارے کو بیان کرنے کی مشکل بڑھتی جاتی ہے:۔

"اس فضا سے اوپر جوان کے سروں کے اوپر تھی تخت کی صورت تھی۔ اور اس صورت میں نیلم کے پتھر کی سی تھی اور اس تخت نما صورت پر کسی انسان

کی سی شبیہ اس کے اوپر نظر آئی اور میں نے اس کی کمر سے لے کر اوپر تک صیقل کئے ہوئے پیتل کا سا رنگ اور شعلہ سا جلوہ اس کے درمیان اور اردگرد دیکھا اور اس کی کمر سے لے کر نیچے تک، میں نے شعلہ کی سی تجلی دیکھی اور اس کی چاروں طرف جگمگاہٹ تھی جیسی اس کمان کی صورت ہے جو بارش کے دن بادلوں میں دکھائی دیتی ہے، ویسی ہی آس پاس کی اس جگمگاہٹ کی نمود تھی یہ خداوند کے جلال کا اظہار تھا اور دیکھتے ہی میں اوندھے منہ گرا اور میں نے ایک آواز سنی جیسے کوئی باتیں کرتا ہے۔" (حزقی ایل ۱: ۲۶ تا ۲۸)

گویا یہ طرزِ بیان کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے مگر پھر بھی اس سے حقیقت کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظارہ حقیقی ہے لیکن زمین پر موجود کسی چیز سے مطابقت نہیں رکھتا، چنانچہ نبی "کی سی" اور "کا سا" وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ تخت محض "تخت کی صورت" بن جاتا ہے۔ اور وہ جو اس پر بیٹھا ہے انسان سے اتنا مختلف ہے کہ اسے "کسی انسان کی سی شبیہ" ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔" (ایضاً ص ۱۶)

ٹھیک ہے جی! ہم آپ کا مطلب سمجھ گئے کہ توحید اور تثلیث کا جھگڑا چکانے اور تثلیث کو بجا و درست سمجھنے کے لیئے خدا کو بھی مانند انسان ہستی مان لینے کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے!

نوٹ: خدا کی بھی انسانی شکل و شباہت سمجھنا یونانی بت پرستی ہے۔ یونانی مذہب کے بیان میں انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے: عموماً خدا کو روح یا نامعلوم کائناتی قوت کی بجائے ایک ذی شان انسان سمجھا جاتا تھا... کبھی اس کا انسانی جسم والا بت بھی بنایا جاتا تھا۔ (برائے تفصیلات انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۶ صفحہ ۴۰۱)

ہندوؤں کی بت پرستی اور ان کا اپنے دیوتاؤں کو انسانی شکل میں دکھانا مشہور ہے۔

یہودی انسائیکلو پیڈیا رقمطراز ہے: "مسیحیت کا ہندو مت سے متاثر ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے"۔ (یہودی انسائیکلوپیڈیا جلد ۲ صفحہ ۵۴۹ کالم ۲)

فلسطینی دیوتا "ایل" EL لمبی سفید داڑھی والا بوڑھا آدمی سمجھا جاتا تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۷۴ جلد ۱۷ صفحہ ۹۶۷ کالم ۲)

یونانی مذاہب میں دیوتاؤں کی انسانی شکل تصور کی جاتی تھی اور مسیحیت ایسی ہی (CRITICAL HISTORY P. 41)

قدیم بت پرستیوں کے مجموعہ کا جدید نام ہے۔

خدا الگتی: بہر حال بھلا ہو جناب ٹوزر کا خدا لگتی کہتے ہیں
ہیں: "صحیح تصورِ خدا" نہ صرف مذہبی تعلیم کے لئے بلکہ دین دار زندگی گزارنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اس کا پرستش کے ساتھ وہی تعلق ہے جو بنیاد کا عمارت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر بنیاد کمزور ہے تو جلد یا بدیر عمارت گر پڑے گی۔ میرے خیال میں تعلیم میں جو بھی غلطی ہو اکثر اس کی جڑ ناقص تصورِ خدا ہوتی ہے۔ اور اگر کسی مسیحی کی زندگی میں نقص ہو تو وہ بھی اکثر خدا کے بارے میں غلط خیال کے باعث ہوتا ہے۔

بیسویں صدی میں جو مسیحیوں کا تصورِ خدا ہے وہ اتنا زوال پذیر ہے کہ خدا تعالیٰ کی شان کے بالکل شایان نہیں اور ایمانداروں کی اخلاقی تنزلی کا باعث بھی یہی ہے"۔ (صفحہ ۱۱)

"ایک بُت پرست دل خدا کی جگہ پر دیوتا کو کھڑا کرتا ہے جسے اس نے اپنی صورت پر بنایا ہے"۔

(ہائے خدایا! عیسائی بالکل یہی کچھ کرتے ہیں۔ اسلم)

اس کا یہ خدا اس کی اپنی صورت پر اور اس کی اپنی اخلاقی

اور ذہنی حالت کے مطابق، پاک و ناپاک، ظالم یا رحمدل ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک دیوتا، جو کہ ایک گنہگاروں کے تخیل سے پیدا ہوتا ہے وہ حقیقی خدا کی صورت پر ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خدا زبور کی کتاب میں ایک گنہگار انسان کو مخاطب کرکے کہتا ہے، "تو نے گمان کیا کہ میں بالکل تجھ ہی سا ہوں" (زبور ۵۰: ۲۱) یقیناً یہ خدا تعالیٰ کے نزدیک، جس کے حضور سرافیم کھڑے ہر وقت "قدوس، قدوس۔ قدوس رب الافواج" کہتے رہتے ہیں، بہت بڑا کفر ہے۔

آیئے ہم اس بات سے ہوشیار رہیں کہ کہیں اپنے تکبر میں یہ غلط خیال نہ کریں کہ بت پرستی محض کسی بُت کے سامنے جھکنے کا نام ہے۔ لہٰذا توحید پرست لوگ اس سے آزاد ہیں۔ لیکن خدا کے بارے میں کسی ایسے خیال کو جو اس کے لائق نہ ہو، اپنے دل و دماغ میں جگہ دینا بت پرستی کا اصلی جوہر ہے۔" (صفحہ ۱۲)

"خدا کے متعلق غلط تصوّر، نہ صرف ایک چشمہ ہے، جہاں سے بت پرستی کا گندہ پانی بہہ نکلتا ہے بلکہ یہ غلط تصور بذاتِ خود بت پرستی ہے۔ بت پرست انسان خدا کے متعلق غلط باتیں سوچتا ہے، اور یہ سمجھ کر کہ وہ صحیح

میں ان پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔

جب خدا کے متعلق غلط نظریہ کسی مذہب میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ اسے برباد کر دیتا ہے۔ یہودیوں کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے اور کلیسا کی تاریخ بھی اسکی تصدیق کرتی ہے۔ (ایضاً ص۱۳)

"اس ذات لامحدود کو معلوم کرنے میں انسان کی محدود قوت تصور جواب دے دیتی ہے کیونکہ خدا کے بارے میں ہمارے خیال کی بنیاد کائنات کا مشاہدہ ہے اور ظاہر ہے کہ اگر ہم ذات الہٰی کا تصور کرنے کی کوشش پر بضد ہوں تو ہم ایک ایسے دیوتا کی تشکیل کریں گے جو ہاتھوں کا نہیں بلکہ ہمارے خیالوں کی تخلیق ہوگا۔ اور خدا کے نزدیک تخیل کا دیوتا بھی ایک تراشے ہوئے بت کی طرح ناگوار بلکہ بت پرستی کے برابر ہے۔" (ایضاً ص۱۷)

صحیح تصورِ خدا: ٹوزر میاں خوب لکھتے ہیں:" کسی نے کیا خوب کہا "عقل جانتی ہے کہ وہ تجھے نہیں جان سکتی کیونکہ تو ادراک سے باہر ہے کیونکہ اگر تجھے دریافت کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ناقابلِ علم چیز معلوم ہو گئی اور ناقابل دید شے ظاہر ہو گئی۔ اور جس چیز تک رسائی محال تھی، اس تک رسائی ہو گئی۔ اگر کوئی ایسا تصور پیش کرے جس سے تو جانا جا سکے

میں جانتا ہوں کہ وہ تیرا تصور نہیں ہوگا کیونکہ خیال کی رسائی تجھ تک ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر کوئی یہ کہے وہ تجھے جان گیا ہے اور ایسے ذرائع مہیا کرنے کی کوشش کرے جن سے تجھے تک جانا جا سکے تو وہ بھی تجھ سے بہت دُور ہے کیونکہ تُو انسان کے تصور سے کہیں بلند و بالا ہے۔"

اگر ہم اپنی ہی طاقت سے خدا کی ذات کو سمجھنے کی کوشش کریں تو ہم اسے ضرور اپنی محدود قوتِ تصور میں قید کر دیں گے۔ ہم اسے یہاں تک چھوٹا کرنے کی کوشش کریں گے کہ اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کر سکیں۔ ہم کم سے کم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کہاں ہے تاکہ ضرورت کے وقت اس سے مدد حاصل کر سکیں۔ ہم ایسا ہی خدا چاہتے ہیں جسے ہم کسی حد تک کنٹرول کر سکیں۔ ہمیں ایسے اطمینان کی ضرورت محسوس کرتی ہے جو یہ جاننے سے ملتا ہے کہ خدا کیسا ہے اور ہمارا یہ یہ تصورِ خدا ان تمام مذہبی تصویروں، کہانیوں اور خدا پرست لوگوں، جن سے ہمارا واسطہ پڑا یا جن کے متعلق ہم نے سُنا اور ہمارے بلند ترین خیالات کا مرکب ہے۔

اگر یہ بیان موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لئے عجیب ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کے جاہ و جلال کے علم و احساس سے محروم ہیں۔" (ایضاً ص ۱۸)

المذاہب: اس کتاب کے قارئین خوب سمجھتے ہیں کہ وہ مسیحی ہیں!

"قرون وسطیٰ کا مسیحی غزل گو شاعر رچرڈ رولی کہتا ہے: یہ سچ ہے کہ خدا کی عظمت بے پایاں ہے، یہ ہمارے خیالات سے بلند و بالا ہے۔ مخلوق اسے ہرگز نہیں جان سکتی اور ہم اسکی حقیقی ذات کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ مگر پھر بھی جب کبھی کسی دل سے خدا کے لئے شدت سے آرزو پیدا ہو جائے تو اس وقت وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس الہٰی نور کو قبول کرے اور پاک روح کی نعمتوں سے معمور ہو کر وہ آسمانی خوشی کا مزہ چکھے، وہ دیدنی دنیا سے بلند و بالا ہو کر ابدی زندگی میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ناقابل فہم حقیقت ہے کہ یہ خدا ایک طرف سے تو انسانی عقل کے تجسس سے بالاتر ہے۔ لیکن دوسری طرف سے یہ پیار کے شخصی تجربہ سے جانا بھی جاسکتا ہے۔" (صفہ ۲)

نصیحت: "آجکل مسیحی کلیسیا کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خدا کے متعلق اپنے تصور کو یہاں تک درست کرلے کہ یہ دوبارہ خدا کی شان کے شایان بن جائے۔ اسے اپنی دعاؤں اور تمام خدمات میں اس بات کو اوّل درجہ دینا چاہیئے۔ اگر ہم اپنی آئندہ نسل کو وہ اعلیٰ تصورِ خدا جو ہمیں اپنے عبرانی اور مسیحی آباؤ اجداد سے ملا ہے (جو یقیناً یقیناً تثلیث نہیں تھا۔ اظلم) بغیر کسی ملاوٹ کے دیدیں تو،

یہ ان کی بڑی خدمت ہوگی۔ یہ ان کے لئے آرٹ یا سائنس کی بدولت کہیں زیادہ فائدہ مند ہوگا۔" (ص ۱۴)

(۴) توحید میں تکثیر

قارئین کرام مسیحی عقیدہ سمجھ چکے ہیں وہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث یعنی تین ہیں ایک اور ایک ہیں تین ہے۔

اس کی بنیاد ہے توحید میں تکثیر، یعنی خدا ہے تو ایک ہی پر اس میں شخصیات، افراد یا اقانیم کی کثرت ہے۔ جو مسیحی عقیدہ کے مطابق فی الحال تین ہیں اور زیادہ ماننے کی گنجائش بھی موجود ہے۔

میں حیران ہوا کرتا تھا یا خدایا جب یہودی خدا کو سادہ معنوں میں واحد مانتے ہیں تو عیسائیوں نے توحید میں تکثیر کہاں سے سیکھی؟

ایک دن مجھ پر چودہ طبق روشن ہوگئے:

"بت پرست یونانی فلاسفر افلاطون کے ہاں تکثیر کے بغیر توحید کا تصور ہی نہیں۔" خدا ایک ہے" کہنے میں بھی دو خداؤں کا تصور موجود ہے۔ واجب الوجود ہستی توحید محضہ نہیں ہوسکتی۔"

(ACRITICAL HISTORY OF GREEK PHILOSOPHY BY W.T. STACE 1962, P. 372)

بات سمجھ میں آگئی نا؟ کہ توحید میں تکثیر کا مسیحی نعرہ افلاطون سے اپنایا گیا تھا!

"انسائیکلو پیڈیا کی زبانی مزید وضاحت سنیئے:

یونانی، یونان کے قومی مذہب کا بیان افلاطون کی بنائی ہوئی فلسفیانہ اور مذہبی اصطلاحات کی مدد سے کیا کرتے تھے ابتدائی مسیحی متکلمین کلیمنٹ آف سکندریہ اور اوریجن کے ہاتھوں یہودی اور مسیحی عقاید کا سیٹ بھی افلاطونی تشریحات کے ذریعے یونانی خیالات میں جذب کیا گیا تھا۔" (دی نیو انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۸۵ء جلد ۲۴ صفحہ ۹۰۷ کالم ۱)

عقدہ حل ہو گیا کہ یہودی "توحید محضہ" افلاطونی یونانی فلسفہ کے زیر اثر "توحید میں تکثیر" میں تبدیل ہو گئی تھی۔

جب بت پرست عیسائیوں نے دیگر بت پرست اقوام کی تقلید میں تثلیث اپنائی تو اس "تکثیر" کی "تثلیث" تک تحدید کر لی!

ہائے کسی کا کیسا اچھا شعر ہے ؂

مگسی کو باغ میں جانے نہ دیجو
ناحق خون پروانے کا ہو گا

تثلیث دو ہزار برس سے مسیحیوں میں "سربستہ راز"

ہے۔ ایسے کسی نے کیا خاک سمجھنا ہے؟

قارئین کرام! مجھے یہ بتائیں کہ مسیحیت میں تثلیث کے سریت کمرآنے کا راز ان پر منکشف ہوا ہے یا نہیں؟

لطف کی بات ہے کہ افلاطونی نکتہ نظر کے ساتھ ہی یونانی فلاسفر پلوٹینیس کا موقف بھی دیا گیا ہے کہ ابتدا ہی میں افلاطون کے خیالات کو رد کرتا ہے۔ اس کے ہاں خدا توحید محضہ ہے۔ اس میں تکثیر، حرکت، امتیاز کچھ نہیں ہے۔ وہ انسانی تصور سے بلند اور دور ہے۔ وہ تمام خیالات اور اشیاء سے بلند و بالا ہے۔ لامحدود ہونے کی وجہ سے لامحدود طور پر ہی ناقابلِ امتیاز ہے۔ اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اس کا تصور ہی محال ہے۔ حق تو یہ ہے کہ خدا کے بارے ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ ہے۔

عیسائیت، بت پرست افکار و نظریات کو سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ قدم قدم پر بت پرست افلاطون کا سہارا ڈھونڈتی ہے۔ کاش مسیحی بھائی بت پرستی کے بے پایاں و اتھاہ سمندروں میں سے لمحہ بھر کے لئے سر نکال کر ایک نظر پلوٹینس کے فلسفہ پر بھی ڈال لیتے۔ اگر تصور خدا کی بنیاد غیر خدائی، بت پرست نظریات پر ہی رکھنی ہے تو بت پرست پلوٹینس کیا برا ہے؟

تصور خدا باندھتے وقت مفروضات کی بجائے فلسفہ کو

بنیاد بنا لینا بہتر نہ ہوگا!

نوٹ: قدیم عقائد میں تثلیث (TRINITY) ہی کا ذکر آتا ہے۔ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ اقنوم بازی کی توضیحات اور تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کی اصطلاحات کب اور کیسے مسیحیت میں داخل ہوئیں؟

پروفیسر بیک کا قول ہے: "اگر یہ صحیح ہے کہ خدا کا وجود تثلیث میں ہے تو ہم یہ صرف مکاشفہ سے ہی جان سکتے ہیں"۔ (صفحہ ۹۸)

اب قارئین کو "تثلیث کے مکاشفہ" کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر کوئی مسیحی قاری ہمیں اِن اصطلاحات کے "مکاشفہ" سے ہی آگاہ کر سکیں تو ان کی بڑی مہربانی!

⑤ تکثیر بحد تثلیث:

مسیحی عقیدہ ہے کہ خدا کی واحد ذات میں شخصیات کی کثرت ہے اور وہ کثرت بھی تثلیث یعنی تین شخص ہونے تک محدود ہے۔ خدا میں صرف تین افراد اشخاص یا اقانیم ہیں۔

پیپرمے کی وضاحت پڑھیئے: "وجہ کہ ہم کیوں ایمان رکھتے ہیں کہ خدا میں ایک سے زیادہ اقانیم ہیں یہ ہے کہ وہ ایک شخصیت ہے۔ وہ مکمل اور حقیقی شخصیت، صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔

جبکہ اس میں ایک اور شخصیت ہو۔ بے شک اس بحث سے محض یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا میں صرف دو اقانیم ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس میں دو نہیں بلکہ تین ہیں۔ ہمارے مسیحی تجربے پر مبنی ہے۔" (صفحہ ۷۹)

مزید لکھتے ہیں :" اگر ہم انسانی حالات سے بالاتر ہو کر سوچیں کہ یہ تینوں کس طرح ایک ہی مقصد کے لئے کام کرتے ہیں؟ تو پھر ہم قدرتی طور پر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ تینوں جو اس طرح مل کر کام کر رہے ہیں یقیناً خود بھی ایک وحدت ہوں گے۔" (صفحہ ۸۳)

پادری عبدالحق اپنے رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید میں کھل کر سامنے آتے ہیں کہ" واجب الوجود کے اقلاً تین فرد فرض کر لینا بر خلاف عقل نہیں۔" (صفحہ ۱۱) یعنی مسیحی عقیدہ تثلیث کی بنیاد خدا میں کم از کم تین فرد فرض کر لینا ہے۔

صاحبو! بس بس دنیا جان گئی کہ عیسائیت کے بنیادی عقیدہ تثلیث فی التوحید کی بنیاد ایک مفروضہ ہے۔

اس المیہ کے شایانِ شان شاید ہی کچھ تبصرہ کیا جا سکے۔

دنیا والو! جہاں تو بات ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نکلا

سے بھی گئی گزری نکلی ہے!

تثلیث کے بندو! تمہیں کون سمجھائے کہ خدا کی ذات و ماہیت ہمارے مفروضوں کی پابند نہیں ہے! خدا وہ اور ویسا نہیں ہے جیسا ہم اسے فرض کر لیں!

وائے افسوس بت پرستوں کی عقل پر!

"کلام حق" کی ہر اشاعت میں تثلیث پر پادری عبدالحق کی "ضخیم کتاب" کا کمال کر و فر سے اشتہار دیا جا رہا ہے۔ دیگ میں سے دانہ چکھ لینا کافی ہوتا ہے۔ پادری صاحب نے اس میں "علم، فلسفہ، حکمت اور منطق" کے جو "گنجینے" بکھیرے ہوں گے، بے پر کی اڑائی ہوں گی، ان کا تصور مشکل نہیں ہے۔

ڈینگیں اتنی اور کرتوت یہ کہ ہم نے اس کی پیشگی ہی قلعی کھول دی ہے!

تف ہے کہ یار لوگ پھر بھی بس نہیں کر پائے۔ مزید للکارتے ہیں:

"بعض کہتے ہیں کہ خدا میں تین اقانیم ہی کیوں مانتے ہو؟ چار پانچ کیوں نہیں مانتے۔ جو چیز فی الواقع موجود ہوتی ہے اس کی تعداد معین ہوتی ہے غیر معین نہیں ہوتی۔ خدا میں اقانیم کی تعداد معین ہے غیر معین نہیں (جی ہم جان چکے ہیں، وہ فرض عیسائیوں نے کئے یہی حقیقت ہے نا! ۔اسلم) سمجھدار ہستی ہونے کے تین طور

ہوتے ہیں یعنی ہونا، جاننا اور چاہنا - خدا سمجھدار ہستی ہے اور اس کے ہونے کے طور تین ہی ہیں، نہ کم نہ زیادہ - سمجھدار ہستی کا چوتھا، پانچواں طور بنا دو تو ہم خدا میں چار یا پانچ اقانیم تسلیم کر لیں گے" - (حقیقت المسیح صد ۱۵۷)

واہ جی واہ! مسیحیوں کا مزعومہ خدا، خدا نہ ہوا موم کی ناک ہو گیا! مسیح جتنے اقانیم اس میں تسلیم کر لیں گے اتنے اقانیم اس میں فی الواقع ہو بھی جائیں گے! سبحان تثلیث!

دہائی تثلیث کی! جن لوگوں کے ہاں کھاتے اس قدر کھلے ہوں کوئی کہاں تک ان کے ساتھ چل سکتا ہے؟ کہیں تو پائے ہمت توڑ کر بیٹھ ہی جائے گا -

مانئے سرکار خدا میں جتنے اقانیم آپ کا جی چاہے!
کس میں جگرا ہے مسیحیوں کے تعاقب کا!

(۶) الٰہی بھید:

تثلیث کے بیان میں اسے الٰہی بھید سربستہ راز، سرربانی اور بھید لکھا ملے گا - خدا کے بصورت مسیح انسانی جسم میں آنے کو بھی بھید کہا جاتا ہے -

۸۳ء میں ۳۶ برس بعد مجھے اپنے متروکہ وطن جانے کی مسرت نصیب ہوئی - ہندوؤں کے گھروں سے دیوتاؤں کے بت اور خاص کر تصاویر بکثرت لٹکی ہوتی ہیں - میں ایک بچے کی گردن پر ہاتھی کا

مگر دیکھتا تو حیران رہ جاتا۔ اوم پرکاش کے گھر یہ تصویر دیکھ کر میں نے پوچھ ہی لیا یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے منہ نیچے کر کے کہا ہمارے مذہب کی سب باتیں سمجھ میں آنے والی نہیں ہوتیں۔ اس پر مجھے مجبوراً خاموشی کا زہر پینا پڑا۔

گزشتہ برس مردان جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں بھارت سے آئے ہوئے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے برسبیل تذکرہ بتایا کہ خدا کی بیوی نہانے لگی تو اس کے جسم پر سے اتنی میل کچیل اُتری کہ اس نے اس سے ایک پتلا بنایا اور دروازے پر کھڑا کر دیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے۔ اتنے میں خدا آیا اور اندر جانے لگا تو اس پتلے نے خدا کو روکا۔ اس پر خدا نے غصہ میں آ کر اس پتلے کی گردن کاٹ ڈالی اور اندر چلا گیا۔ خدانی نے پوچھا تم کیسے اندر آ گئے؟ میں نے تو باہر دربان کھڑا کر رکھا تھا۔ خدا نے ماجرا بیان کیا تو خدانی نے چیخ ماری ہائے! وہ تو میرا بیٹا تھا۔ اس پر خدا باہر نکلا۔ سامنے ہاتھی جاتا نظر آیا۔ خدا نے اس کا سر کاٹ کر خدانی کے بیٹے کی گردن پر فٹ کر دیا تو یہ بن گئے ہندوؤں کے گنیش دیوتا جی مہاراج!

ہاں! تو میں سمجھا کہ "بھید بازی" کا چکر سبھی بت پرستوں میں چلتا ہے۔

اور بت پرستوں کی باتیں ہوتی بھی ایسی ہیں کہ ان کا اسرار، بھیدوں اور رازوں کا پردوں میں لپٹا رہنا ہی مناسب و موزوں ہوتا ہے۔

⑦ انکار و فرار:

پروفیسر فشر بتاتے ہیں: "کلیسائے انگلستان کا دعویٰ ہے کہ رومی کلیسیا اور مشرق کے قدیم بزرگوں نے ایمان کے معاملات میں غلطی کی ہے۔ مسیحی علماء کی کونسلوں سے متعلق بھی اس کی رائے یہی ہے۔" (صفحہ ۴۲۲)

مسیحی بھائیوں کو اب غلطی پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔ امید ہے کہ وہ صدق دل سے حق و صداقت کو قبول کرنے میں سستی اور غفلت سے کام نہیں لیں گے۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔

کینیڈا کے پادری رابرٹ بروس لکھتے ہیں: "بت پرستی نے ہمیشہ ثابت کیا ہے کہ توحید بگڑ کر کئی خدا ماننے کی پراگندگی میں مسخ ہوگئی۔"

(ALION HANDBOOK: THE WORLD'S RELIGIONS: 1982, P. 32, COL. 1)

مسیح کا اللہ تعالیٰ ہونا قدیم وقتوں میں تو قابل تسلیم تھا بت پرستی کے

دور میں یہ عقیدہ برضا و رغبت مانا جاتا تھا۔ لیکن بیسویں صدی میں جبکہ حضرت انسان نے چاند کی مٹی بھی زمین پر ڈھو ماری ہے یہ کون مانے گا کہ ایک شخص جو اپنی ماں کے ہاں پیدا ہوا۔ دنیا میں چلتا پھرتا، بستا رستا، اٹھتا بیٹھتا، کھاتا پیتا، سوتا جاگتا، کام کاج کرتا تھا۔ بالآخر مر گیا وہ خدا تھا۔

عیسائیوں کا مسیح کو خدا سمجھنا اور پوجنا خاصتہً قدیم بت پرستی ہے۔ جس کا ہیں نے بڑی ہمت سے کھوج نکالا ہے۔ اہلِ فن حضرات ضرور داد دیں گے!

(۲) اب آئیں انسان پوجا کے سوال پر غور کریں۔ پوجے جانے والے انسانوں کی بہترین مثالیں بادشاہ تھے۔ ہر فرعون مجسم خدا ہونے کا دعویدار تھا۔ مروجہ شاہی اصولوں کے مطابق وہ سورج دیوتا کی "شکل" یا "دوسری شخصیت" یا "روح" یا "زندہ ظہور" وغیرہ تھا۔ سورج دیوتا کی بہت روحوں والے عقیدہ کی رُو سے ایسا ماننا ممکن تھا۔

موت کے بعد فرعون کو اَدسرِس دیوتا کا ظہور قرار دیا جاتا۔ ایسا بھی ہوا کہ ایک مُردہ بادشاہ کی اتنی پوجا کی گئی جو اسے زندگی میں بھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔

غیر معمولی قابلیت کے عام شہری بھی ولی سمجھ کر پوجے جاتے تھے۔ بعد ازاں انہیں دیوتا کا درجہ مل جاتا تھا۔

یوں خدا سازی مصری دیومالائیت (بت پرستی - اسلم) تک ہی محدود نہیں تھی - بھارت اور چین میں بھی یہی کچھ چلتا تھا۔

بطور مثال صفحہ ۲۶۰ پر تین انسانوں کی تصاویر ہیں۔ جنہیں دیوتا مان لیا گیا تھا۔

(THE MYTHOLOGY OF ALL RACES
EDITOR LUIS HERBERT CRAY: 1918,
VOL. 12, P. 170)

صاحبو! مسیح تو پھر بھی بڑی شے تھا - رومی بادشاہ ہیڈریان کا معشوق لونڈا انتی نوس اچانک دریائے نیل میں گر کر مر گیا تو بادشاہ نے اس کے نام پر شہر بسا کر اسے اس شہر کا دیوتا قرار دے دیا تھا۔ (رسولوں کے نقشِ قدم پر صفحہ ۱۰)

مسیحی دوستو! ماننا نہ ماننا تمہاری مرضی! ویسے میں نے آپ لوگوں پر حق واضح کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے - میرے اتمامِ حجت کر ڈالنے پر گواہ رہنا! والتثلیث الموفق۔

اب بھی بت پرستی سے باز نہ آؤ تو تمہیں پاک نالوث ہی سمجھے۔

الوہیت مسیح اور تثلیث کے عقاید عقلِ سلیم کے منافی ہیں۔

"توحیدِ محضہ" کی سادہ قدرتی اور الہٰی تعلیم آخرکار رنگ لائی اور ان عقائد کے خلاف مسیحیت کے اندر ہی اندر پکنے والا لاوا توحید پسندی کی قدرتی راہ سے اُبل پڑا۔

الوہیت مسیح کے خلاف سب سے پہلے ۱۸۳۵ء میں رینان نے کتاب لکھی۔

تثلیث کا اوّلین اور کھلم کھلا مخالف میکائل سروٹیس تھا۔ (فسٹر ۲۲۶)

سب سے پہلے توحید پرست اٹلی سے اٹھے۔ پہلا باقاعدہ مبلغ فاسٹس سوسی نس تھا۔ ان کے عقیدے کا مرکزی نقطہ الوہیتِ مسیح اور کفارہ سے انکار تھا۔ مسیح ایک ہادی (ہدایت دینے والا، استاد) اور شارع (شریعت دینے اور اس کی تبلیغ کرنے والا) تھا۔ (فسٹر ۳۴۱، ۳۴۳)

بڈل جان پہلا توحید پرست انگریز تھا۔ اسے اپنی کتابوں میں

مسیحیت کی بت پرستی

"مسیحی دنیا بت پرستی میں سب کو مات دے گئی ہے۔ افسوس ہے کہ تاریخ اور کتبِ مقدسہ کی طرف سے بت پرستی کی حماقت کا راز فاش کئے جانے کے باوجود مسیحیت کے دعویدار دنیا بھر میں خدا کی مخلصانہ تلاش میں بتوں کو پوج رہے ہیں۔" (واچ ٹاور ۱۱۲۳:۴)

تثلیث پر حملے کرنے کی پاداش میں جرمانے، جیل اور جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں۔ ۱۶۵۲ء میں وطن واپسی پر اس نے اپنی تعلیمات کا ازسرِنو پرچار شروع کر دیا تو اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔ وہیں اسے بخار چڑھا اور مر گیا۔"

(PEAR'S ENCYCLOPAEDIA: 1961, P. 131)

آجکل توحید پرست اور تثلیث سے باغی مسیحی کثیر تعداد میں ہیں۔ یہوداہ وٹنس اور کرسٹیڈ لفین بائبل مشن انگلینڈ وغیرہ بہت سے فرقوں میں منقسم ہیں۔

۱۹۶۰ء کے دہے میں امریکہ میں ریڈیکل تھیولوجی نامی تحریک اٹھی تھی۔ اس کا مشن دہریت کی بنیادوں پر مسیحیت کی تعمیرِ نو ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ انسان بننے کے تجربہ میں خدا تو مر گیا تھا لیکن مسیح ناصری کی پیروی اب بھی ممکن ہے

(THE WORLD, DRELIGLONS: P. 423, COL. 2)

نیویارک میں ایک رومن کیتھولک خاتون استاد ۱۵ برس تک ۷ سے ۱۲ سال کی عمر کے بچوں کو پڑھاتی رہی۔ جماعت کے طلبہ کی تعداد ۳۰ سے ۳۵ تک ہوتی تھی۔ وہ تثلیث سمجھانے کی غرض سے تین پتیوں والی بوٹی کی شکل بناتی، پتیاں تین مختلف خدائی شخصیات کے لئے۔ ہر پتی بمنزلہ خدا جو سب مل کر خدا بناتی تھیں۔ وہ۔ یہ سب کچھ با دلِ نخواستہ کیا کرتی

تھی۔ اب وہ تثلیث کا بت پرستانہ عقیدہ چھوڑ گئی ہے۔

(زاویہ۔ ۲۲ جون ۱۹۹۲ء)

مسئلہ تثلیث فضول چیز ہے یا مسیحیت کی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے؟ ان سوالات کے حل کے لئے برٹش کونسل آف چرچز نے ۱۹۸۳ء میں ایک کمیشن بٹھایا تھا۔ اس کی رپورٹ کی دو جلدیں ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی تھیں، تیسری جلد اب چھپی ہے جو اس کمیشن کو پیش کئے گئے کاغذات کے انتخاب پر مشتمل ہے۔ کتاب کا

(THE FORGOTTEN TRINITY

(CC BI/BCC (£ 15.95)

⑧ تثلیث اور قرآن مجید

سورۃ المائدہ آیت ۱۱۶ سے مسیحی تثلیث کے تین خدا، مسیحؑ اور مریمؑ ظاہر ہیں، جبکہ عام عقیدہ خدا، مسیح اور روح القدس ماننے کا ہے۔

قرآن مجید کا واقعات سے واسطہ ہے۔ نزول قرآن مجید کے

دنوں روح القدس کی خدائی ماند پڑ چکی تھی اور مریم طاہرہ کی خدائی پر زور دینے کا دور دورہ تھا۔ اس لئے اللہ پاک نے حسبِ ضرورت و موقع اس کی تردید فرما دی!

حالات کو سمجھنے کے لئے تھوڑا سا مطالعہ مفید رہے گا

فِل مارشل لکھتے ہیں:

"تثلیث کے موضوع پر مسلمان بآسانی الجھن میں پڑ سکتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ مسیحی مریم کو خدائی سرچشمہ (GODHEAD) کے ایک ممبر کی حیثیت سے عزت دیتے تھے۔ ان دنوں بھی رومن کیتھولک مسیحی مریم کا رتبہ بڑھانے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔"

(NEW PATHS IN MUSLIM EVANGELISM BY PHIL MARSHAL; 1986, P.76)

المذاہب: بغرض تصحیح گزارش ہے کہ ان دنوں مریم کی خدائی کی حمایت کرنے والے زیادہ اور مخالفت کرنے والے "کچھ مسیحی" تھے۔ آج کل ان کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے، جو عراق، ایران، شام اور امریکہ میں بستی ہے۔ ان لوگوں کو مشرقی کلیسیا، شامی کلیسیا یا نسطوری کلیسیا کہا جاتا ہے۔ گردشِ زمانہ کا اعجوبہ ہے کہ اس دور میں نسطوریوں کو بدعتی کہا جاتا تھا جبکہ آج وہی "بدعتی عقیدہ" عام مسیحی دنیا کا ہے ؎

پادری صاحب لکھتے ہیں : "عرب میں بعض بدعتی فرقے مقدس مریم کو ملکۂ آسمانی کہہ کر اس کو درجۂ الوہیت میں شامل کرتے ہیں۔" (تفسیر قرآن حصہ اول از قلم پادری جے علی بخش مطبوعہ ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۶۱)

استاد فانڈر نے لکھا:

"اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام میں مسیحیوں میں عام لوگ بہت بے علم اور بڑی بڑی غلطیوں میں مبتلا تھے۔ مریم طاہرہ اور مقدس لوگوں کی پرستش کرتے تھے۔" (میزان الحق مصنفہ پادری سی جی فانڈر ڈی ڈی صفحہ ۲۲۶)

صفحہ ۲۴۴ پر وضاحت ہے:

آخر کار قریباً ۳۱۴ء میں شہنشاہ قسطنطین نے مسیحی کو قبول کیا، اگرچہ اس کا بپتسمہ کئی سال بعد ہوا۔ اس وقت مسیحی لوگوں نے ظلم وستم سے نجات پائی لیکن اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ بہت سے حقیقی دلی تبدیلی اور مناسب تعلیم کے بغیر کلیسیا میں شامل ہو گئے۔ ان میں بہت سے اپنے ساتھ بت پرستوں اور بے دینوں کے خیالات وعقائد کو لیتے آئے اور اس سے بتدریج دین میں بدعتیں پھیل گئیں۔ کتب مقدسہ کا مناسب اور ٹھیک طور سے مطالعہ نہیں ہوتا تھا (پادری صاحب خواہ مخواہ بھولے اور معصوم بنے جا رہے ہیں۔ ابھی ان دنوں مسیحی

عقاید و عبادات، تعلیمات اور مخصوص مسیحی کتب مقدسہ کی تشکیل،
وضاحت اور نشاندہی نہیں ہوئی تھی۔ اسکم) ولی پرستی کی
ترویج و اشاعت ہوگئی، بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو گئی، اور
دین نے روحانیت و پاکیزگی کو کھو کر ظاہر پرستی و ظاہر داری
کی صورت اختیار کر لی۔ ریاکاری اور جھگڑے کی گرم بازاری
ہو گئی اور بدعتیں بڑھ گئیں۔ خدا و انسان سے محبت رکھنے کے
بجائے بہت سے بپتسمہ یافتہ غیر مسیحی ایک دوسرے سے
نفرت کرنے اور بت اور رسموں کے بارے میں جھگڑنے
بلکہ ایک دوسرے کو ستانے لگے، لہٰذا ان میں سے بہت
سے مہلک گناہ میں مبتلا ہو گئے اور بہتوں نے مریم پرستی
و بت پرستی کو جاری کر دیا۔"

"رومن کیتھولک ..... پجاریوں نے مریم کو آسمان میں خدا
کے تخت پر بٹھا دیا ہے۔ اس کی طرف ایسی صفات منسوب
کرتے ہیں اور اس کی اس طرح پوجا کرتے ہیں جس سے
یہ امتیاز کرنا مشکل ہے کہ کنواری مریم حقیقی خدا نہیں ہے۔"

(THE TEACHINCS AND PRACTICES OF THE CHURCH OFROME IN INDIA EXAMI- NED BY REV. W. P. HARES B.A. (P. 316)

حرفِ آخر

فل مارشل کنٹر بنیاد پرست مسیحی ہیں۔ مسیحی و مسلم عقاید و عبادات کا موازنہ کر کے مسلمانوں کے اذہان میں مسیحی عقاید بٹھانے اور ٹھونسنے کا عزم لے کر انہوں نے ایک خوبصورت ضخیم کتاب لکھ ماری ہے۔ ہم تثلیث پر اپنے مختصر سے مقالہ کو ان کے الفاظ پر ختم کرتے ہیں :

"تثلیث : مسیحیوں کے ہاں یہ مسئلہ بڑا صاف اور سیدھا ہے۔ مسیح خدا ہے یا مسیحیت نرا فریب ہے۔ "ایک + ایک" کا مجموعہ کبھی بھی ایک نہیں ہو سکتا۔ جب مسلمان جدا جدا فرائض والے تین خداؤں کو عیسائیوں کی حسابی، فلسفی اور اعتقاداتی توحید میں دیکھتے ہیں تو وہ ان کے بھولے پن پر حیران و پریشان رہ جاتے ہیں۔" (صفحہ ۶)

"معاف فرمانا۔ ہر مسیحی بانگِ دہل توحید کا اعلان کر سکتا ہے، جب ایک یہودی عالم نے ان سے پوچھا کہ "سب حکموں میں اوّل کونسا ہے؟" (مرقس ۱۲ : ۲۸) تو مسیح نے بائبل کی کتاب استثناء ۶ : ۴، ۵ کا حوالہ دیا "سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے

خدا سے محبت رکھو۔" اگر مسیح اتنی وضاحت سے توحید کا اقرار کر سکتا تھا تو ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں اور کرنا چاہیئے بھی۔" (ص ۱۴۳)

واللہ الموفق تبارک و تعالیٰ

مسیح کے مر کر جی اُٹھنے سے اسے خدا سمجھا جانے لگا۔ اپنی زندگی میں اس نے اپنے آپ کو ثابت کیا تھا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور یہ کہ خدا اس کا باپ تھا۔ مسیح کے مر کر جی اُٹھنے پر مسیحیوں نے معلوم کیا کہ خدا سارے کام بذریعہ مسیح کرتا تھا اور مسیح بھی خدا کی حکمرانی میں شریک تھا۔ اسے خدا کا بیٹا قرار دیا گیا جو انسانی شکل میں آسمان سے دنیا میں اترا تھا۔" اور پھر خدا کے ساتھ رہنے کو "اوپر چڑھ گیا۔" اس اعتقاد کے نتائج ایمان کو متزلزل کرنے والے تھے۔ یہودی اور دوسرے لوگ جو ایک خدا پر یقین رکھتے تھے وہ مسیحی دعویٰ قبول نہیں کر سکتے تھے عیسائیوں نے بھی خدا کے بارے میں اپنے خیالات پر نظر ثانی کی اور کہا کہ گو خدا ایک ہے باپ کے ساتھ بیٹا بھی ہے۔ ہر ایک فطرتاً خدا ہے تاہم اس طرح کہ بیٹا باپ کا محتاج ہے۔ نیز یعنی مسیح خدا کا بیٹا تھا جس نے انسانی شکل میں تجسم اختیار کیا اور انسان بنا۔

(THE WORLD RELIGIONS: P. 351, COL. 2)

تثلیث فی التوحید

از

محقق مسیحیت محمد اسلم رانا گولڈ میڈلسٹ

اسلامی مشن، سنت نگر، لاہور

ضروری تبلیغی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	انجیل برنباس	۱۵	۱۷	اسلام اور شادی	۲
۲	حقیقتِ عیسائیت	۷	۱۸	قرآن مجید اور انجیل جدید	۲
۳	حقیقتِ قادیانیت	۷	۱۹	شراب اور جوا	۱
۴	حضرت مسیحؑ انجیل کے آئینے میں	۲	۲۰	اسلام کی سچائی	۲
۵	حضرت محمدؐ بائیبل کی نظر میں	۳	۲۱	مبلغِ اعظم	۷
۶	ہندو مت	۴	۲۲	جرمِ ارتداد	۷
۷	تاریخ سکھ مت	۷	۲۳	ناسخ و منسوخ	۲
۸	رموزِ تالمود	۵	۲۴	اعلائے کلمۃ الحق	۴
۹	الجہاد فی الاسلام	۲	۲۵	شانِ محمدؐ	۳
۱۰	اللہ تعالیٰ کا آخری پیام	۱	۲۶	موعود مثیل موسیٰؑ	۲
۱۱	توحید و تثلیث	۱	۲۷	AL-ISLAM	۷
۱۲	دین مبین	۱	۲۸	عاشقانِ رسولؐ دوسرا ایڈیشن	۷
۱۳	ہم مسلمان کیوں ہوئے	۱	۲۹	بے مثل نبیؐ	۳
۱۴	الوہیتِ مسیح	۱	۳۰	انجیل میں تضادات	۳
۱۵	اسلام ایک نظر میں	۱	۳۱	کششِ اسلام	۴
۱۶	اسلام کی خصوصیات	۲	۳۲	حضورؐ کے بےنظیر معجزات	۳